درود شریف "الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ" اور دعا بعد از سنن ونماز جنازہ

کی بہترین تحقیق

مرتب:

مولانا اظہار اللہ

رضا اکیڈمی (رجسٹرڈ) لاہور

درود شریف "الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ" اور دعا بعد از سنن و نمازِ جنازہ
کی بہترین تحقیق

درود و دعا

مرتب

مولانا اظہار اللہ
مدرس دارالعلوم عربیہ پھام گلی، اوگی مانسہرہ

رضا اکیڈمی (رجسٹرڈ) لاہور

سلسلہ اشاعت نمبر172

نام کتاب .... درود و دعا

تحریر .... مولانا اظہار اللہ

تعداد .... دو ہزار

ناشر .... رضا اکیڈمی، لاہور۔

کتابت سرورق .... استاذ الخطاطین صوفی خورشید عالم خورشید رقم

مطبع .... احمد سجاد آرٹ پریس، لاہور۔

قیمت .... دعائے خیر بحق معاونین رضا اکیڈمی رجسٹرڈ، لاہور۔

عطیات بھیجنے کے لیے

رضا اکیڈمی اکاؤنٹ نمبر ۹۳۸/۳۸، حبیب بنک وسن پورہ برانچ، لاہور۔
بذریعہ ڈاک طلب کرنے والے حضرات 5روپے کے ٹکٹ ارسال کریں۔

ملنے کا پتہ:

رضا اکیڈمی (رجسٹرڈ)

مسجد رضا محبوب روڈ، چاہ میراں، لاہور، پاکستان کوڈ نمبر ۵۴۹۰۰

فون نمبر 7650440

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

مسلمان قوم کی بدقسمتی یہ ہے کہ دشمنانِ اسلام کو اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کے لئے اسی قوم سے آلۂ کار مل جاتے ہیں۔

برصغیر پاک و ہند میں مسلمانوں کا سنہری دورِ حکومت برطانوی استعمار کی نظر میں کھٹکا تو اس نے آہستہ آہستہ یہاں قدم جمانا شروع کر دیئے حتیٰ کہ برصغیر کا حاکم بن بیٹھا۔

ہندو چونکہ الکفر ملۃ واحدۃ (تمام کفار ایک ملت ہیں) کے پیش نظر اس کا اپنا بھائی تھا لہٰذا اس سے انگریز کو کوئی خطرہ نہ تھا اسے اگر ڈر تھا تو مسلمان قوم سے، چنانچہ مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنے کی کوشش کی گئی اور انگریز اس میں کامیاب ہو گیا۔

آپ یہ جان کر حیران ہوں گے کہ مسلمانوں میں انتشار و افتراق بپا کرنے کے لئے انگریز کو باہر سے سازشی ٹولہ لانے کی ضرورت نہیں پڑی بلکہ خود برصغیر سے اسے مجاہدین کا ایک دستہ نصیب ہو گیا جس نے اپنی رسوائے زمانہ کتب میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں توہین آمیز کلمات لکھ کر مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کیا۔ ان کتب کی حیا باختہ اور کفریہ عبارات ملاحظہ کرنے کے لئے "دعوتِ فکر" (مکتبہ قادریہ اندرون لوہاری دروازہ لاہور) کا مطالعہ کیجئے۔

انگریز کے ان ایجنٹوں نے اہل سنت وجماعت کے معمولات پر بھی کلہاڑی چلائی اور انہیں خلافِ اسلام شرک اور بدعت کے فتووں سے نواز کر اس امت کو جس کے مشرک ہونے سے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اطمینان کا اظہار فرمایا تھا، مشرک قرار دے دیا۔

مزارات پر حاضری، عید میلاد النبی منانا، ایصال ثواب کرنا۔ غرضیکہ ہر

مستحسن و مستحب کام کو شرک یا بدعت کا لقب دیا گیا۔ حتیٰ کہ درود شریف اور دعا جیسی اہم عبادت پر بھی پابندیاں لگا دی گئیں۔ کہا جانے لگا فلاں درود پڑھ سکتے ہو فلاں نہیں، فلاں وقت دعا مانگی جا سکتی ہے فلاں وقت نہیں وغیرہ وغیرہ۔

فاضل نوجوان مولانا اظہار اللہ نے نہایت تحقیق سے ان موضوعات پر قلم اٹھایا اور قرآن و سنت، آثار صحابہ، آئمہ اربعہ اور صلحاء امت بلکہ علماء دیوبند کے اقوال سے ثابت کیا کہ " اَلصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ " درود شریف کے کلمات ہیں اور سنتوں نیز جنازے کے بعد دعا بدعت نہیں بلکہ ایک حقیقت ثابتہ ہے۔

اللہ تعالیٰ حضرت مولانا اظہار اللہ کی اس سعی کو شرف قبول عطا فرما کر ملت اسلامیہ کو ان کی اس تحقیقی کاوش سے استفادہ کی توفیق عطا فرمائے اور اس پُرفتن دور میں قرآن و سنت اور اسلاف کے دامن سے کامل وابستگی کی توفیق ارزانی عطا فرمائے۔

(آمین)

محمد صدیق ہزاروی
مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ - لاہور
۴ ر ذوالحجہ ۱۴۰۹ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

اس پرفتن دور میں مسلمانانِ عالم کو کارِ خیر کی ترغیب ہر مسلمان کا اہم فریضہ ہے لیکن اس کے برعکس ایک فرقہ مخصوصہ مسلمانوں کو ایسی معلومات سے روکنے کی کوشش میں مصروف ہے۔

درود شریف کا مسئلہ بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے کہ بعض بے باک لوگ درود شریف (الصلوٰۃ والسلام علیك یا رسول اللّٰہ) کو خودساختہ لاؤڈ سپیکری کیا کیا الفاظ سے تعبیر کرتے ہیں۔ میں نے یہ ضروری سمجھا کہ اس مسئلہ کو قرآن وحدیث کی نصوص صحابہؓ وتابعین کے عمل کی روشنی میں نیز اکابرینِ امت اور علماء دیوبند کی کتابوں سے فائدہ عامہ کے لئے زیرِ قلم کروں۔

اللہ تعالیٰ حق کی اتباع پر ثابت قدمی عطا فرمائے۔

آمین

فقط
اظہار اللہ

استفتاء

۱۔ الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ کے کلمات طیبات درود و سلام کے الفاظ ہیں یا نہیں ؟

۲۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دُور سے درود و سلام سنتے ہیں یا نہیں ؟

۳۔ اذان سے پہلے یا بعد درود شریف پڑھنا جائز ہے یا نہیں ؟

السائل :۔ افطار خاں گھنیاں مانسہرہ

الجواب

اجمالاً عرض ہے کہ " الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ " کے کلماتِ طیبات بغیر کسی شک وشبہ کے الفاظ درود وسلام ہیں تمام مکاتبِ فکر کے علماء کرام ان الفاظ کے ساتھ درود و سلام کو جائز اور مستحب کہتے ہیں ۔ مثلاً علماء دیوبند کے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ ، مولانا اشرف علی تھانوی ۔ مولانا حسین احمد مدنی صدر مدرس دار العلوم دیوبند ، مولانا رشید احمد گنگوہی ، مولانا ذکریا مصنف تبلیغی نصاب اور علماء اہلحدیث (غیر مقلد) کے جید عالم علامہ وحید الزمان بھی جائز لکھتے ہیں ۔

نیز متفقہ طور پر روضۂ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر ان ہی الفاظ کے ساتھ درود و سلام پیش کیا جاتا ہے ۔

اگر " الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ " درود و سلام کے الفاظ نہ ہوتے تو روضۂ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر ان الفاظ کے ساتھ درود و سلام نہ پڑھا جاتا ۔

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا دُور سے درُود وسلام سُننا اور جواب دینا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے

مَا مِنْ اَحَدٍ یُسَلِّمُ عَلَیَّ اِلَّا رَدَّ اللّٰہُ عَلَیَّ رُوْحِیْ فَاَرُدُّ عَلَیْہِ السَّلَامَ [1]

"نہیں کوئی جو سلام پڑھے مجھ پر لیکن اللہ تعالیٰ میری روح میری طرف لوٹا دیتا ہے یہاں تک کہ میں اس کے سلام کا جواب دوں"۔

اس حدیث میں مَا نافیہ ہے اور اَحَدٌ نکرہ ہے۔ سب جانتے ہیں کہ نکرہ نفی کی جگہ میں عموم کا فائدہ دیتا ہے۔ پھر لفظ مِنْ استغراق اور عموم پر نص ہے یعنی مجھ پر سلام بھیجنے والا کوئی شخص ایسا نہیں ہے جس کے سلام کی طرف میری توجہ مبذول نہ ہوتی ہو خواہ وہ قبر انور کے پاس ہو یا دور ہو ہر ایک کے سلام کی طرف میں متوجہ ہوتا ہوں۔

نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دور سے سننا ثابت ہو چکا ہے اب دُور سے سننے کے جواز کو ثابت کرنے کی حاجت نہیں۔ علماء عقائد کا قاعدہ ہے۔

وَبَعْدَ ثُبُوْتِ الْوُقُوْعِ لَاحَاجَۃَ اِلیٰ اِثْبَاتِ الْجَوَازِ [2]

"ایک شے کے واقعہ ہونے کے ثبوت کے بعد جواز ثابت کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی"۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دُور سے سننا ثابت ہو چکا ہے لہٰذا اب اس مسئلہ میں بحث وتمحیص حماقت اور بُغضِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دلیل ہے۔

---

[1] ابوداؤد سجستانی — ابوداود شریف ج ۱ — ص ۲۷۹

[2] سعدالدین تفتازانی — شرح عقائد — ص ۱۰۵

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دُور سے سُننے کا ثبوت

ترمذی شریف کی حدیث ہے۔

انی اری مالا ترون و اسمع مالا تسمعون اطت السماء وحق لھا ان تئط ما فیھا موضع اربع اصابع الا و ملك واضع جبھته ساجدا للہ [1]

" میں وہ کچھ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور میں وہ کچھ سُنتا ہوں جو تم نہیں سنتے۔ آسمان چرچراتا ہے اور آسمان کے لئے حق ہے کہ چرچرائے آسمان میں چار انگل کی جگہ خالی نہیں ہے مگر فرشتوں نے اللہ کو سجدہ کے لئے اپنے سر رکھے ہوئے ہیں "

اس حدیث سے ثابت ہو رہا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آسمان کے چرچرانے کی آواز کو سماعت فرما رہے ہیں جبکہ آسمان کی مسافت بہت ہی دُور ہے۔ زمین اور آسمان کے درمیان کی مسافت کا بیان حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود فرما رہے ہیں :-

ترمذی شریف کی حدیث مبارکہ ہے :-

بَیْنَکُمْ وَبَیْنَھَا خَمْسُ مِائَۃٍ [2]

" تمہارے اور آسمان کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت ہے "

چنانچہ ہر ذی عقل جانتا ہے کہ جس راہ کو طے کرتے ہوئے پانچ سو سال لگتے ہیں تو منزلِ مقصود تک لاکھوں میل کا فاصلہ ہوگا۔

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا لاکھوں میل کے فاصلہ سے سُننا ثابت

---

[1] ابو عیسیٰ ترمذی ص ٦٦ ج ٢

[2] " " ١٨٥ " "

ہو گیا تو ہزاروں میل کے فاصلہ سے بدرجۂ اولیٰ سنتے ہوں گے۔

قارئین کرام! اجمالاً کچھ خاکہ پیش ہوا اب تفصیلاً اپنی استطاعت کے مطابق مسئلہ پیش کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ حق سننے لکھنے پڑھنے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

قرآن حکیم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:۔

اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا [1]

"بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمت بھیجتے ہیں اے ایمان والو تم بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجا کرو"

اللہ تعالیٰ نے بہت سے احکام ارشاد فرمائے ہیں۔ مثلاً نماز، روزہ زکوٰۃ، حج اور انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو اعزاز و اکرام سے نوازا لیکن کسی حکم کے اعزاز اور اکرام میں یہ نہیں فرمایا کہ میں یہ کام کرتا ہوں تم بھی کرو یہ عظمت صرف ہمارے نبی مکرم شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اوّلاً صلوٰۃ کی نسبت اپنی طرف اس کے بعد اپنے پاک فرشتوں کی طرف کرتے کے بعد مسلمانوں کو حکم دیا کہ میں اور میرے فرشتے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں تم بھی درود و سلام بھیجا کرو۔

عربی دان حضرات جانتے ہیں کہ اس آیت کو لفظ اِنَّ سے شروع کیا جو نہایت ہی تاکید پر دلالت کرتا ہے اور صیغہ مضارع کے ساتھ ذکر کیا جو دوام اور استمرار کو چاہتا ہے یعنی اللہ اور اس کے فرشتے ہمیشہ درود پڑھتے ہیں نیز آیت میں اللہ تعالیٰ نے درود و سلام کو ایمان کی قید سے مقید کیا

---

[1] القرآن : سورۃ الاحزاب پ ۲۲

یعنی درود شریف پڑھنے والا شخص ایماندار ہوگا اور ایمان کی نشانی محبتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔

لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ [۱]

"تم میں سے کوئی مومن نہیں ہو سکتا جب تک مجھے اپنے ماں باپ اور اولاد سے اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ بنا لے"

محبّت کی نشانی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی نشانی آپ پر کثرت سے درود پڑھنا اور آپ کا ذکر کرنا ہے۔ چنانچہ قاضی عیاض علیہ الرحمۃ شفاء شریف میں اور شہاب الدین خفاجی اس کی شرح میں فرماتے ہیں۔

وَمِنْ عَلَامَاتِ مُحَبَّۃِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَثْرَۃُ ذِکْرِہٖ وَذِکْرُہٗ بِالصَّلٰوۃِ عَلَیْہِ [۲]

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کثرت سے ذکر کیا جائے اور کثرتِ ذکر سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود وسلام کا پڑھنا ہے"

فضیلتِ درود شریف میں علماء کرام اور محدثین عظام نے بہت کچھ لکھا ہے لیکن اس موضوع پر صرف ایک اقتباس پیش کیا جاتا ہے۔

---

[۱] محمد بن اسماعیل بخاری بخاری شریف ج ۱ ص ۷

[۲] شہاب الدین نسیم الریاض شرح شفاء شریف ج ۳ ص ۳۶۱

درود شریف کی قبولیت

علامہ خفاجی فرماتے ہیں:-
اَلصَّلوٰۃُ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَھِیَ مَقْبُوْلَۃٌ بِلَا رَیْبٍ فِیْھَا بِخِلَافِ سَائِرِ الْعِبَادَاتِ فَاِنَّہٗ لَا وُثُوْقَ بِقُبُوْلِھَا [1]

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف کا پڑھنا یقیناً مقبول ہے بخلاف دوسری عبادتوں (مثلاً نماز روزہ زکوٰۃ اور حج) کے کہ ان کی قبولیت پر وثوق نہیں کیا جاسکتا ہے"

یہی بات علامہ ابن عابدین شامی نے بھی لکھی ہے [2]

"جب درود شریف اتنی اہمیت کا حامل ہے تو اس وظیفہ کا چھوڑنے والا بڑا بدطینت انسان ہوگا۔ اسے یہ محبوب عبادت نظر نہ آتی ہوگی"

مَنْ اَحَبَّ شَیْئًا اَکْثَرَ ذِکْرَہٗ۔

"جس کو کوئی شے محبوب ہو اس کا کثرت سے ذکر کرتا ہے"

سلام کے بغیر درود پڑھنا مکروہ ہے

اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت میں اپنے بندوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام دونوں کے بھیجنے کا حکم فرمایا۔ لہٰذا صلوٰۃ کے بغیر سلام اور سلام کے بغیر صلوٰۃ پڑھنا مکروہ ہے

---

[1] شہاب الدین خفاجی   نسیم الریاض شرح شفاء شریف ج ۳ ص ۳۶۰

[2] ابن عابدین شامی   ردمحتار (فتاویٰ شامیہ   ج ۱ ص ۳۴

امام نووی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

یُکْرَہُ اِفْرَادُ الصَّلٰوۃِ عَنِ السَّلَامِ فِی حَقِّہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ [۱]

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں لفظ صلوٰۃ کو سلام سے علیحدہ کرنا مکروہ ہے"

صحابہ کرام کا درود وسلام

علامہ شہاب الدین خفاجی لکھتے ہیں:۔

وَاللّٰہُ قَدْ اَمَرَ عِبَادَہٗ بِالصَّلٰوۃِ وَالسَّلَامِ عَلَیْہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَثَبَتَ اَنَّ الصَّحَابَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ سَاَلُوْہُ عَنْ کَیْفِیَّۃِ الصَّلٰوۃِ الْمَامُوْرِ بِھَا فَقَالَ قُوْلُوْا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ اِلٰی اٰخِرِہٖ وَالسَّلَامُ الَّذِیْ عَلَّمُوْہُ ھُوَ السَّلَامُ فِی الصَّلٰوۃِ وَالتَّشَھُّدِ۔

فَمَخْرَجَ الْاَمْرَیْنِ وَالتَّعْلِیْمَیْنِ وَالْمَحَلَّیْنِ وَاحِدٌ. وَیُوْضِحُہٗ اَنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمَّا عَلَّمَھُمُ التَّشَھُّدَ عَلَّمَھُمُ السَّلَامَ فِیْہِ۔ فَقَالُوْا کَیْفَ الصَّلٰوۃُ عَلَیْکَ الْمَامُوْرُ بِھَا فَقَالَ اَللّٰھُمَّ صَلِّ اِلٰی اٰخِرِہٖ۔ وَھُمَا فِی الصَّلٰوۃِ فِیْ ظَاھِرِ الْحَالِ۔

وَیُؤَیِّدُہٗ اَنَّہٗ لَوْ کَانَ خَارِجَ الصَّلٰوۃِ کَانَ کُلُّ مَنْ دَخَلَ عَلَیْہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُوْنَ لَہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔

---

[۱] یحیٰی بن مشرف ، شرح مسلم جلد ۱ ، صفحہ ۲

وَالْمَنْقُوْلُ اَنَّھُمْ کَانُوْا یَقُوْلُوْنَ فِیْ تَحِیَّۃِ الصَّلٰوۃِ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ وَنَحْوَہٗ فَمَا تَعَلَّمُوْہُ زَائِدٌ عَلیٰ التَّحِیَّۃِ فِی الصَّلٰوۃِ فَخَرَجَ ھٰذَا مَخْرَجَ الْبَیَانِ لِمَا فِی الْقُرْاٰنِ وَظَھَرَ وَجْھُہٗ دَلَالَۃِ الْاٰیَۃِ عَلَیْہِ [1]

" اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام پڑھنے کا حکم فرمایا اور صحابہ کرام سے ثابت ہے جب انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے صلوٰۃ کے متعلق دریافت کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ پڑھو (یعنی درودِ ابراہیمی) اور سلام جو صحابہ کرام نے سیکھا تھا اس سے وہ مراد ہے جو نماز کے تشہد میں ہے (یعنی اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّھَا النَّبِیُّ)

پس دونوں محلوں حکموں اور تعلیموں کی جگہ ایک ہے (یعنی نماز)

مذکورہ بالا عبارت کی وضاحت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم سے ہوتی ہے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو تشہد سکھائی تو ان کو سلام بھی سکھایا۔ صحابہ نے عرض کیا صلوٰۃ کا طریقہ کیا ہے تو آپ نے فرمایا درود ابراہیمی پڑھو

ظاہر حال سے معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ صلوٰۃ و سلام کا پڑھنا نماز میں ہے اور درود ابراہیمی کے نماز میں پڑھنے کی تائید صحابہ کے فعل سے ہوتی ہے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے باہر ہوتے اور کوئی صحابی تشریف لاتے تو کہتے السلام علیك ایھا النبی و رحمۃ اللہ وبرکاتہ اور صحابہ سے یہ بھی منقول ہے کہ سلام میں الصلوٰۃ والسلام علیك یارسول اللہ اور اُس کی مثل استعمال کرتے۔

---

[1] شہاب الدین خفاجی نسیم الریاض ج ۳ ص ۴۵۴

پس جو صحابہ نے سیکھا تھا وہ نماز کے سلام سے زائد تھا۔ لہذا ہمارا یہ بیان قرآن پاک کے بیان کا مخرج ٹھہرا اور ہماری اس تقریر سے قرآن پاک کی آیت کی وجہ بھی ظاہر ہو گئی"

مذکورہ بالا عبارت سے بخوبی واضح ہو گیا کہ درود ابراہیمی کا معمول نماز میں ہے اور نماز سے باہر اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ کا معمول آج کی ایجاد نہیں ہے بلکہ صحابہ کرام کا طریقہ اور قرآنی آیت پر عمل ہے۔

تابعین کا طریقۂ صلوٰۃ وسلام

حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

اِذَا دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ اَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ [1]

"جب میں مسجد میں داخل ہوتا ہوں تو میں اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ کہتا ہوں"

حضرت محمد ابن سیرین تابعی سے روایت ہے۔

کَانَ النَّاسُ یَقُوْلُوْنَ اِذَا دَخَلُوا الْمَسْجِدَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَکَانُوْا یَقُوْلُوْنَ اِذَا خَرَجُوْا مِثْلَ ذَالِکَ [2]

"امام ابن سیرین فرماتے ہیں جب لوگ مسجد نبوی میں داخل ہوتے یا نکلتے تو کہتے اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ"

علامہ خفاجی اسی روایت کے تحت لکھتے ہیں۔

لَیْسَ خَاصًّا بِمَسْجِدِ الْمَدِیْنَۃِ بَلْ ھُوَ مُسْتَحَبٌّ فِیْ کُلِّ مَسْجِدٍ [3]

---

[1] قاضی عیاض شفاء شریف ص ۵۸ ج ۲

[2] " " ۴۸ " "

[3] شہاب الدین خفاجی نسیم الریاض ص ۵۲۱ ج ۳

"یہ سلام مسجد مدینہ کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ ہر مسجد میں داخل ہوتے یا نکلتے یہ سلام مستحب ہے۔"

مفسرین کرام آیت کریمہ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا کے تحت طریقۂ سلام اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ کے کلمات طیبہ سے لکھتے ہیں [1]

"اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ" اکابرِ اُمت کی نظر میں

علامہ شہاب الدین شرح شفا میں لکھتے ہیں:-

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ مَنْ سَلَّمَ عَلَیَّ عَشْرًا اَیْ قَالَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ فَکَاَنَّمَا اَعْتَقَ رَقَبَۃً [2]

"جس نے مجھ پر دس مرتبہ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ پڑھا یہ اس طرح ہے کہ جس طرح اس نے ایک غلام آزاد کیا۔"

دوسرے مقام پر لکھتے ہیں:-

مَا مِنْ اَحَدٍ یُسَلِّمُ عَلَیَّ اِلَّا رَدَّ اللّٰہُ عَلَیَّ رُوْحِیْ حَتّٰی اَرُدَّ عَلَیْہِ السَّلَامَ۔ اِنَّ الْمُرَادَ بِالسَّلَامِ قَوْلُھُمْ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ [3]

"کوئی بھی مجھ پر سلام پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ میری روح کو مجھ پہ واپس کر دیتا ہے اور میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔ اور سلام سے مراد صحابہ کا یہ قول اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ ہے۔"

---

[1] امام فخر الدین رازی محمود آلوسی ثناء اللہ وغیر ذالک

[2] شہاب الدین صفاجی نسیم الریاض ص ۴۹۳ ج ۳

[3] " " ص ۴۹۹ "

ملا علی قاری علیہ الرحمۃ شرح شفاء میں فرماتے ہیں

وَظَاهِرُهُ الْاِطْلَاقُ الشَّامِلُ لِكُلِّ مَكَانٍ وَزَمَانٍ وَمَنْ خَصَّ بِوَقْتِ الزِّيَارَةِ فَعَلَيْهِ الْبَيَانُ ؎

" یہ حدیث مبارکہ ظاہراً مطلق ہے۔ ہر وقت اور ہر مکان کو شامل ہے اور جو لوگ اس حدیث کو روضۂ مبارکہ پر حاضری کے ساتھ خاص کرتے ہیں وہ دلیل پیش کریں "

اس مذکورہ بالا عبارت سے اچھی طرح واضح ہو گیا کہ کوئی کہیں سے کسی وقت بھی اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ پڑھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کا جواب دیتے ہیں

علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں:۔

وَيُسْتَحَبُّ عِنْدَ سِمَاعِ الْاُوْلٰى مِنَ الشَّهَادَةِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَعِنْدَ الثَّانِيَةِ قَرَّتْ بِكَ عَيْنِيْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ؎

" اذان میں پہلی بار اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ سنتے وقت صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰه کہنا مستحب ہے اور دوسری مرتبہ قُرَّةُ عَيْنِيْ بِكَ يَارَسُوْلَ اللّٰه کہنا مستحب ہے "

علامہ ابن عابدین تعارف کے محتاج نہیں ہیں کیونکہ ہر مفتی فتویٰ دینے میں ان کی کتاب کو زیر نظر رکھتا ہے۔ یہی علامہ صاحب ان ہی الفاظ کے ساتھ درود شریف کو مستحب کہتے ہیں اور پڑھنے کی تلقین فرما رہے ہیں۔

اگر " اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ " ناجائز ہوتا تو علامہ شامی نہ لکھتے اور نہ ہی استحباب کا قول کرتے معلوم ہوا کہ یہ بھی درود شریف کے الفاظ ہیں۔

؎ ملا علی قاری شرح شفاء شریف علی ہامش نسیم الریاض ص ۴۹۹ ج ۳

؎ ابن عابدین شامی ردمحتار ص ۲۹۳ ج ۱

علماء دیوبند "الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ" کو مستحب اور مستحسن کہتے ہیں

دارالعلوم دیوبند کے صدر مدرس مولانا حسین مدنی اپنی کتاب شہابِ ثاقب میں لکھتے ہیں :-

"وہابیہ عرب کی زبان سے بارہا سنا گیا کہ "الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ" سخت منع کرتے ہیں اور اہلِ حرمین پر سخت نفرین اس ندا اور خطاب پر کرتے ہیں اور اس کا استہزاء اڑاتے ہیں اور کلماتِ ناشائستہ استعمال کرتے ہیں حالانکہ ہمارے مقدس بزرگانِ دین اس صورت اور جملہ درود شریف کو اگرچہ بصیغۂ خطاب اور نداء کیوں نہ ہوں مستحب اور مستحسن جانتے ہیں اور اپنے متعلقین کو اس کا امر کرتے ہیں۔" [1]

مولانا ذکریا صاحب مصنف تبلیغی نصاب زیارۃ روضۂ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق لکھتے ہیں کہ وہاں لفظ سلام پیش کریں گے یا لفظ صلوٰۃ دونوں کے متعلق علامہ باجی اور سخاوی کا نظریہ نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں :-

"بندہ کے خیال میں اگر ہر جگہ درود وسلام کو جمع کیا جائے تو زیادہ بہتر ہے یعنی بجائے السلام علیك یارسول الله، السلام علیك یانبی الله وغیرہ کے الصلوۃ والسلام علیك یارسول الله اسی طرح اخیر تک اَلسَّلَام کے ساتھ اَلصَّلٰوۃ کا لفظ بھی بڑھا دے تو زیادہ اچھا ہے [2]

---

[1] حسین احمد مدنی — شہابِ ثاقب — ص ۶۵

[2] مولوی ذکریا — تبلیغی نصاب — ص ۴۲ — فضائلِ درود شریف

مولانا حسین احمد مدنی اور مولانا ذکریا کی عبارتوں سے روزِ روشن کی طرح عیاں ہوگیا کہ الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ نہ صرف جائز بلکہ بہتر اور مستحب ہے۔ بقولِ مولانا حسین احمد مدنی وہ متعلقین کو اس درود کا حکم دیتے ہیں لیکن متعلقین اس درود شریف کے پڑھنے والوں پر کفر و شرک کے فتوے لگاتے ہیں۔

مولانا اشرف علی تھانوی کا عقیدہ

فرمایا "الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ" بصیغہ خطاب میں بعض لوگ کلام کرتے ہیں۔ یہ استعمال معنوی پر مبنی ہے عالم امر وقید بجہت وطرف وقرب وبُعد وغیرہ نہیں پس اس کے جواز میں شک نہیں ہے۔ حاشیہ قولہ پس اس کے جواز میں شک نہیں ہے۔ اَقول یعنی جس کو اتصال معنوی مع الکشف نصیب ہو وہ اس قرب کے مکشوف ہونے پر بلا واسطہ خطاب کرسکتا ہے ورنہ یوں سمجھ لے کہ ملائکہ پہنچا دیں گے"۔ [1]

مولانا کفایت اللہ

مولانا کفایت اللہ دیوبندی "الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ" کے متعلق ایک سوال کا جواب دیتے ہیں:۔

سوال: آج کل مروجہ درود شریف صلی اللہ علیک یارسول اللہ وسلم علیک یاحبیب اللہ کب کی ایجاد ہے اور یہ غناء کے طور پر پڑھنا جائز ہے یا نہیں اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سلام وصلوٰۃ کی بابت دریافت

---

[1] اشرف علی تھانوی امداد المشتاق ص ۵۹

ہوا تو آپ نے کونسا ارشاد فرمایا :-

جواب : یہ درود بھی جائز ہے اور اس کی اصل نماز کی یہ تعلیم السلام علیک ایھا النبی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلیم کردہ درود یہ ہے اللھم صل الخ [1]

مولوی رشید احمد صاحب فتاویٰ رشیدیہ میں یارسول اللہ کے سوال کا جواب دیتے ہیں :-

"البتہ اس کلمہ (یارسول اللہ) کو درود شریف کے ضمن میں (یعنی "الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ" کہے اور یہ عقیدہ کرے کہ ملائکہ اس درود شریف کو آپ کے پیش عرض کرتے ہیں تو درست ہے۔" [2]

علماء دیوبند کے پیرومرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فیصلہ ہفت مسئلہ میں لکھتے ہیں :-

"اگر مخاطب کا اسماع وسنانا ہے تو اگر تصفیہ باطن سے منادیٰ کا مشاہدہ کر رہا ہے تو بھی جائز ہے اور اگر مشاہدہ نہیں کرتا لیکن سمجھتا ہے کہ فلاں ذریعہ سے اس تک خبر پہنچ جاوے گی اور وہ ذریعہ ثابت بالدلیل ہو تب بھی جائز ہے۔ مثلاً ملائکہ کا درود شریف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور اقدس میں پہنچانا احادیث سے ثابت ہے اس اعتقاد سے کوئی شخص الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ کہے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے [3]

مولوی وحید الزمان صاحب غیر مقلد مسئلہ نداء میں لکھتے ہیں :-

---

[1] مفتی کفایت اللہ کفایۃ المفتی ص ۷۰ ج ۲

[2] رشید احمد گنگوہی فتاویٰ رشیدیہ ص ۶۲

[3] حاجی امداد اللہ مہاجر مکی فیصلہ ہفت مسئلہ ص ۱۱

نعم یستثنی من ھذا النبی ان ناداہ بنیۃ الصلوۃ والسلام علیہ فانہ جائز لا مریۃ فیہ لانہ قد ورد الحدیث بان للہ ملئکۃ مؤکلین یبلغون عن امتی السلام [1]

" ہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم قرآنی آیت (زندہ اور مردہ برابر نہیں ہے) سے مستثنیٰ ہیں اگر کوئی صلوۃ وسلام (یعنی الصلوۃ والسلام علیك یا رسول اللہ) کی نیت سے نداء کرے تو اس کے جواز میں کوئی شک نہیں ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارکہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مقرر شدہ فرشتے ہیں جو میری اُمّت کے صلوۃ وسلام کو مجھ تک پہنچاتے ہیں "

مولانا ذکریا صاحب تبلیغی نصاب میں اور ابن قیم جوزیہ جلاء الافہام میں لکھتے ہیں :-

" ابوبکر ابن محمد فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابوبکر ابن مجاہد کے پاس تھا اتنے میں شیخ المشائخ حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ آئے ان کو دیکھ کر ابوبکر ابن مجاہد کھڑے ہو گئے۔ ان سے معانقہ کیا ان کی پیشانی کو بوسہ دیا میں نے ان سے عرض کیا کہ میرے سردار آپ شبلی سے یہ معاملہ کرتے ہیں حالانکہ آپ اور سارے علماء بغداد یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ پاگل ہیں انہوں نے فرمایا کہ میں نے وہی کیا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کرتے دیکھا پھر انہوں نے بتایا کہ مجھے خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں شبلی آئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے اور ان کی پیشانی کو بوسہ دیا۔

---

[1] وحید الزمان ھدیۃ المھدی ص ۲۴

میرے استفسار پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یہ جب بھی فرض نماز پڑھتے ہیں اس کے بعد یہ آیت کریمہ لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ الی اٰخرہ پڑھتا ہے اس کے بعد تین مرتبہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّد صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّد صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّد پڑھتے ہیں۔

ابو بکر کہتے ہیں اس خواب کے بعد شبلی آئے میں نے ان سے پوچھا نماز کے بعد کیا پڑھتے ہو تو انہوں نے یہی بتایا [1]

ان الفاظ کا درود ہونا

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰه سے منع کرنے والے سادہ عوام کو اس درود شریف سے منع کرنے کی وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ یہ درود نہیں ہے۔

حالانکہ قرآن و حدیث کی روشنی میں یہ کلمات طیبہ درود شریف ہیں قرآن کریم میں صَلُّوْا وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا کے کلمات سے حکم وارد ہوا ہے۔ لفظ اَلصَّلٰوۃ لفظ صَلُّوْا کا مصدر ہے اور لفظ اَلسَّلَامُ لفظ سَلِّمُوْا کا مصدر ہے۔ مخالفین کو صرف کلمہ عَلَيْكَ اور يَا سے ضد ہے۔

حالانکہ ہر نمازی اپنی ہر نماز میں اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام پیش کرتا ہے۔ جب انہی الفاظ کے ساتھ نماز کے اندر سلام جائز ہے بلکہ ان کلمات کے نہ پڑھنے سے نماز ہی نہیں ہوتی تو نماز کے باہر اَلصَّلٰوۃُ کو ملا کر اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ پڑھیں تو کونسا حرج ہے۔ بلکہ یہ تو قرآنی آیت پر عمل ہے۔

---

[1] مولوی ذکریا تبلیغی نصاب فضائل درود شریف ص ۱۱۱

مخالفین عام لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے یہ کہہ دیتے ہیں۔
"السلام علیك ایھا النبی" واقعۂ معراج میں اللہ کا کلام ہے اب نماز میں اسی واقعہ کی حکایت ہوتی ہے۔

تو جواباً عرض ہے کہ واقعۂ معراج کی نیت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے صراحتاً مخالف ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم حدیث تشہد کے آخر میں فرماتے ہیں۔
فَاِنَّكُمْ اِذَا قُلْتُمُوْهَا اَصَابَتْ كُلَّ عَبْدٍ صَالِحٍ فِي السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ [۱]

"جب تم الفاظ سلام کہہ لیتے ہو تو یہ سلام زمین اور آسمان میں اللہ تعالیٰ کے ہر نیک بندے کو پہنچ جاتا ہے"

ظاہر ہے کہ نقل حکایت کی صورت میں سلام پہنچنے کی کوئی حقیقت نہیں ہے سلام اسی صورت میں پہنچتا ہے جب اپنی طرف سے انشاء کی نیت ہو۔

الفاظِ تشہد سے انشاء ہی مراد ہے

تنویر الابصار و درمختار میں ہے :۔
ویقصد بالفاظ التشهد معانیها مرادة له علی وجه الانشاء كانه یحیی الله تعالیٰ ویسلم علی نبیه وعلی نفسه واولیائه لا الاخبار عن ذالك ذكره فی المجتبی وظاهره ان ضمیر علینا للحاضرین لا حکایة سلام الله تعالیٰ [۲]

---

[۱] شیخ ولی الدین مشکوٰۃ شریف ص ۸۵
[۲] تنویر مع درمختار و ردمحتار ص ۴۷۱ ج ۱ و مراقی الفلاح شرح نور الایضاح ص ۱۶۰ عالمگیری ج ۱ ص ۷۲

"نمازی الفاظِ تشہد سے اُن معانی کا قصد کرے جو اس کی مراد ہے اور یہ قصد انشاء کے طریقہ پر کرے گویا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تحفہ پیش کر رہا ہے اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اور خود اپنی ذات پر اور اولیاء اللہ پر سلام پیش کر رہا ہے"
اخبار اور سلام کی حکایت کی نیت ہرگز نہ کرے اس کو مجتبیٰ میں ذکر کیا اور اس کا ظاہر مفہوم یہ ہے کہ عَلَیْنَا کی ضمیر تمام حاضرین کے لئے ہے (سلامِ تشہد انشاء کی نیت سے کہا جائے، اللہ تعالیٰ کے سلام اور حکایت کا ارادہ نہ کرے۔

علامہ شامی لَا اَلْاِخْبَارُ عَنْ ذَالِكَ کے تحت لکھتے ہیں۔

اَیْ لَا یَقْصُدُ الْاِخْبَارَ وَالْحِکَایَةَ عَمَّا وَقَعَ فِی الْمِعْرَاجِ مِنْهُ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَعَنِ اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ وَمِنَ الْمَلٰٓئِکَةِ عَلَیْهِمُ السَّلَامَ۔"

" لَا اَلْاِخْبَارُ عَنْ ذَالِكَ کا معنیٰ یہ ہے کہ نمازی تشہد میں اس واقعہ کی نقل و حکایت کا ارادہ نہ کرے جو معراج میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور اللہ تعالیٰ اور فرشتوں میں واقع ہوا تھا "

علماء دیوبند اور ندائے یَارَسُوْلَ اللہ

مولانا حسین احمد مدنی صدر مدرس دار العلوم دیوبند لکھتے ہیں :۔
مسئلہ ندائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (یا رسول اللہ) میں وہابیہ مطلقاً منع کرتے ہیں اور یہ حضرات (دیوبندی) نہایت تفصیل فرماتے ہیں :

۱۔ کہ لفظ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر بلحاظ معنی اسی طرح نکلا ہے جیسے لوگ بوقت مصیبت و تکلیف ماں اور باپ کو پکارتے ہیں۔ تو بے شک

جائز ہے۔

۲۔ اگر بلحاظ معنیٰ درود شریف کے ضمن میں کہا جاوے گا تو بھی جائز ہو گا (یعنی الصلوٰۃ والسلام علیك یارسول اللہ)

۳۔ اگر کسی سے غلبۂ محبت و شدّت وجد و توفرِ عشق میں نکلا ہو تو بھی جائز ہے۔

۴۔ اگر اس عقیدہ سے کہا کہ اللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک اپنے فضل وکرم سے ہماری نداء کو پہنچا دے گا اگرچہ ہر وقت پہنچا دینا ضروری نہ ہو گا مگر اس امید پر وہ ان الفاظ کو استعمال کرتا ہے تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں۔

۵۔ علیٰ ہذا القیاس اصحاب ارواح طاہرہ و نفوسِ ذکیہ جن کو بُعدِ مکانی اور کثافتِ جسمانی اپنے عرائض کی تبلیغ سے مانع نہ ہوں اس میں بھی کوئی قباحت نہیں۔

۶۔ اور اس طرح نداء کرنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یعنی بایں اعتقاد کہ آپ کو ہر منادی کی ندا کی خبر ہو جاتی ہے ناجائز ہے [۱]

مولانا حسین احمد صاحب نے کلمہ یارسول اللہ کے کہنے کے لئے چھ صورتیں تحریر فرمائیں پانچ صورتوں کو جائز کہا اور آخری چھٹی صورت کو ناجائز لکھا۔

اس چھٹی صورت کو ناجائز کہنے کی وجہ اگر یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی طرف سے دی ہوئی طاقت کے بغیر سنتے ہیں تو اس کا کوئی قائل نہیں ہے بلکہ اہلسنّت کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی طاقت سے اپنے امتی کے درود وسلام سنتے ہیں اور اس طرح کا عقیدہ رکھنے کی تائید خود مدنی صاحب نے صورت ۴ اور صورت ۵ میں کر دی ہے کہ ارواح طاہرہ اور نفوس ذکیہ

---

[۱] حسین احمد مدنی شہاب ثاقب ص ۶۵

کے لئے قرب و بعد نہیں ہوتا۔

ندائے یارسول اللہ کے جواز پر گنگوہی صاحب کی تائید

درود شریف اور ندائے یارسول اللہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سنتے ہیں اس کی تائید اکابر دیوبند کے مسلم شیخ مولانا رشید احمد گنگوہی کرتے ہیں۔

کسی شخص نے ان اشعار

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُنْظُرْ حَالَنَا	يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اِسْمَعْ قَالَنَا
اے رسول اللہ ہمارے حال کو دیکھئے	اے اللہ کے نبی ہمارے کہنے کو سن لیجئے

کے متعلق سوال کیا؛

تو جواب میں کہا؛۔

"یہ خود آپ کو معلوم ہے کہ ندائے غیر اللہ تعالیٰ کو کرنا دُور سے شرک حقیقی جب ہوتا ہے کہ عالم سامع مستقل عقیدہ کرے ورنہ شرک نہیں مثلاً یہ جانیں کہ حق تعالیٰ ان کو مطلع فرمائے گا یا باذن اللہ ان کو انکشاف ہو جائے گا[1]

الحمدللہ اہلسنت کا یہی عقیدہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر جسقدر حقائق معلومات اور مسموعات منکشف ہوتے ہیں وہ سب اللہ تعالےٰ کے اذن سے اور اس کے مطلع کرنے سے ہی ہوتے ہیں اور آپ کو مستقل عالم یا سامع کوئی نہیں سمجھتا۔

اور جب کہ گنگوہی صاحب کے اس فتویٰ سے بھی ثابت ہوگیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو باذن اللہ سامع مان کر الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ کہنا جائز ہے شرک نہیں اور اہلسنت بھی اسی عقیدہ سے الصلوۃ والسلام

---

[1] مولوی رشید احمد گنگوہی فتاویٰ رشیدیہ ص ۴۰

علیک یارسول اللہ کہتے ہیں۔ تو دیوبند کے تمام متبعین کو چاہیئے کہ کم ازکم اپنے شیخ کے فتویٰ کی لاج رکھتے ہوئے نعرۂ رسالت اور درود و سلام کو شرک کہنے اور منع کرنے سے باز آجائیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر سلام کرنے والے کے سلام کو سُنتے اور جواب دیتے ہیں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے :۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَامِنْ اَحَدٍ یُسَلِّمُ عَلَیَّ اِلَّا رَدَّ اللّٰہُ عَلَیَّ رُوْحِیْ حَتّٰی اَرُدَّ عَلَیْہِ السَّلَامَ [1]

" نہیں کوئی جو مجھ پر سلام پڑھے لیکن اللہ تعالیٰ میری روح مجھ پر لوٹا دیتا ہے یہاں تک کہ میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔

ملا علی قاری شرح میں فرماتے ہیں :۔

وَظَاھِرُہٗ الْاِطْلَاقُ الشَّامِلُ لِکُلِّ مَکَانٍ وَزَمَانٍ وَمَنْ خَصَّ الرَّدَّ بِوَقْتِ الزِّیَارَۃِ فَعَلَیْہِ الْبَیَانُ [2]

" یہ حدیث مبارکہ اپنی ظاہری لحاظ سے مطلق ہے ہر جگہ اور ہر وقت کو شامل ہے اگر کوئی شخص جوابِ سلام کو وقتِ زیارت کے ساتھ خاص کرے۔ وہ دلیل پیش کرے۔"

علامہ شہاب الدین خفاجی شرح میں لکھتے ہیں :۔

قَالَ اَبُو الْحَسَنِ بْنُ عَسَاکِرٍ وَاِذَا جَازَ رَدُّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی مَنْ یُسَلِّمُ عَلَیْہِ مِنَ الزَّائِرِیْنَ لِقَبْرِہٖ جَازَ رَدُّہٗ

---

[1] قاضی عیاض شفاء شریف ص ۶۹ ج ۲

[2] ملا علی قاری شرح شفا علی حاش نسیم الریاض ص ۴۹۹ ج ۳

عَلٰی مَنْ یُسَلِّمُ عَلَیْہِ مِنْ جَمِیْعِ الْاٰفَاقِ مِنْ اُمَّتِہٖ عَلٰی بُعْدِ مُسَافَتِہٖ [۱]

"ابن عساکر فرماتے ہیں جب یہ جائز اور ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم روضۂ اقدس پر حاضری دینے والے کے سلام کا جواب دیتے ہیں تو یہ بھی جائز ہے کہ تمام کائنات سے سلام کرنے والوں کو جواب دیں اگرچہ امتی دُور ہی کیوں نہ ہوں"

مندرجہ بالا مضمون سے حدیث کا مفہوم خوب واضح ہو گیا۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مجھ پر سلام بھیجنے والا کوئی شخص ایسا نہیں ہے جس کے سلام کی طرف میری توجہ مبذول نہ ہوتی ہو خواہ وہ قبر انور کے پاس ہو یا دور، ہر ایک کے سلام کی طرف متوجہ ہوتا ہوں اور ہر ایک کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔

یہ حدیث مبارکہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر شخص کے صلوٰۃ و سلام کو خود سنتے بھی ہیں اور جواب بھی دیتے ہیں۔

امام جلال الدین سیوطی اسی حدیث "اِلَّا رَدَّ اللّٰہُ عَلَیَّ رُوْحِیْ"، پر کلام کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

وَ یَتَوَلَّدُ مِنْ ھٰذَا الْجَوَابِ جَوَابٌ اٰخَرُ وَھُوَ اَنْ یَّکُوْنَ الرُّوْحُ کِنَایَۃً عَنِ السَّمْعِ وَیَکُوْنُ الْمُرَادُ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَرُدُّ عَلَیْہِ سَمْعَہُ الْخَارِقَ لِلْعَادَۃِ بِحَیْثُ یَسْمَعُ سَلَامَ الْمُسْلِمِ وَاِنْ بَعُدَ وَقَدْ کَانَ لَہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الدُّنْیَا حَالَۃٌ یَسْمَعُ فِیْھَا سَمْعًا خَارِقًا لِلْعَادَۃِ بِحَیْثُ یَسْمَعُ اَطِیْطَ السَّمَاءِ [۲]

---

[۱] شہاب الدین نسیم الریاض ص ۵۰۰ ج ۳

[۲] جلال الدین سیوطی ص ۱۵۲ ج ۲

" اس جواب سے ایک دوسرا جواب واضح ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ رَدِّ روح سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر سمع خارق العادۃ کو لوٹا دیتا ہے اس حیثیت سے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سلام کرنے والے کے سلام کو سنتے ہیں خواہ سلام کرنے والا دور ہی کیوں نہ ہو۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا میں خلافِ عادت قوتِ شنوائی حاصل تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آسمان کے چرچرانے کو سنتے تھے۔"

ملا علی قاری اسی حدیث پر لکھتے ہیں:۔

قَالَ الْاَنْطَاکِیُّ یُمْکِنُ اَنْ یُّقَالَ رَدُّ الرُّوْحِ کِنَایَۃٌ عَنْ عِلْمِہٖ عَلَیْہِ السَّلَامُ بِاَحْوَالِ الْمُسْلِمِ مِنْ بَیْنِ الْاَنَامِ [۱]

" امام انطاکی فرماتے ہیں یہ ممکن ہے کہ رد روح سے مراد یہ ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام مخلوق میں سے سلام کرنے والے کے احوال کا علم ہو جاتا ہے۔"

نزدیک سے ہر قبر والا سنتا اور جواب دیتا ہے اگر ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہر جگہ سے سننے اور جواب دینے کو تسلیم نہ کریں تو نبی اور امتی میں فرق نہیں رہے گا۔

چنانچہ علامہ خفاجی لکھتے ہیں:۔

وَمَا قِیْلَ اَنَّ رَدَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ مُخْتَصٌّ بِسَلَامِ زَائِرِہٖ مَرْدُوْدٌ لِعُمُوْمِ الْحَدِیْثِ فَدَعْوَی التَّخْصِیْصِ تَحْتَاجُ الدَّلِیْلَ۔ وَیَرُدُّہٗ اَیْضًا الْخَبَرُ الصَّحِیْحُ مَا مِنْ اَحَدٍ یَمُرُّ بِقَبْرِ اَخِیْہِ الْمُؤْمِنِ کَانَ یَعْرِفُہٗ فِی الدُّنْیَا فَیُسَلِّمُ عَلَیْہِ

---

[۱] ملا علی قاری شرح شفاء شریف علی ہامش نسیم الریاض ص ۴۹۹ ج ۳

اِلَّا عَرَفَہٗ وَرَدَّ عَلَیْہِ السَّلَامَ فَلَوْ اِخْتَصَّ رَدُّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِزَائِرِہٖ لَمْ یَکُنْ لَہٗ خُصُوْصِیَّۃٌ بِہٖ لِمَا عَلِمْتَ اَنَّ غَیْرَہٗ یُشَارِکُہٗ [1]

" جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے زائر کے سلام کا جواب دیتے ہیں یہ قول عموم حدیث کی وجہ سے مردود ہے۔ نیز اس قول کو یہ حدیث صحیح بھی باطل کر دیتی ہے (حدیث صحیح یہ ہے)

کوئی بھی آدمی اپنے مسلمان بھائی کی قبر پر گذرتا ہے تو گذرنے والا جب سلام کرتا ہے تو قبر والا اس کے سلام کا جواب دیتا ہے اگر ان کا آپس میں تعارف ہو تو پہچانتا بھی ہے۔ اب اگر ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے سلام کے جواب کو روضۂ انور کے ساتھ خاص کر دیں تو ہر عام شخص اس صفت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا شریک ہو گا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خصوصیت باقی نہیں رہے گی۔"

وَمِنْ ھٰھُنَا انْحَلَّ حَدِیْثٌ اٰخَرُ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ فِیْ رَدِّ رُوْحِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حِیْنَ یُسَلِّمُ عَلَیْہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْسَ مَعْنَاہُ اَنَّہٗ یُرَدُّ رُوْحُہٗ اَیْ اَنَّہٗ فِیْ قَبْرِہٖ بَلْ تَوَجُّھُہٗ مِنْ ذَالِکَ الْجَانِبِ اِلٰی ھٰذَا الْجَانِبِ [2]

" اس سے اس حدیث کا حل بھی ہو گیا جسے ابو داؤد نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ردّ روح کے متعلق روایت کیا ہے جب آپ

---

[1] شہاب الدین خفاجی نسیم الریاض جلد ۳ ص ۵۰۰

[2] انور شاہ کاشمیری فیض الباری جلد ۲ ص ۶۵

پر سلام بھیجا جاتا ہے کہ ردِّ روح سے مراد یہ نہیں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر میں زندہ کیا جاتا ہے بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ توجہ مراد ہے جو بارگاہِ ربوبیت سے سلام کرنے والے کی طرف ہوتی ہے "۔

شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :۔

مراد بعودِ روح نہ عود او است ببدن بعد از مفارقت بلکہ افاقت وتوجہ اوست بایں عالم وسماع صلوٰۃ وسلام امت وآں حضرت مشغول است در برزخ باحوالِ ملکوت ومستغرق است در مشاہدہ رب العزت [۱]

" روح لوٹانے سے مراد روح کا بدن میں مفارقت کے بعد لوٹنا نہیں ہے بلکہ اس دنیا کی طرف توجہ مراد ہے اور امت کا صلوٰۃ وسلام سننا ہے (کیونکہ) حضور صلی اللہ علیہ وسلم عالمِ برزخ میں ملکوت کے احوال میں مشغول اور اللہ تعالیٰ کے مشاہدہ میں مستغرق ہیں "۔

انبیاء علیہم السلام کی قوتِ سماع اُمتی کی قوت سے زیادہ ہوتی ہے

ترمذی شریف میں ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

اِنِّیْ اَرٰی مَالَا تَرَوْنَ وَاَسْمَعُ مَالَا تَسْمَعُوْنَ [۲]

" میں وہ کچھ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور وہ کچھ سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے "۔

---

[۱] شاہ عبدالحق محدث دہلوی اشعۃ اللمعات ص ۷۰۲ ج ۱

[۲] ابو عیسیٰ ترمذی ترمذی شریف ص ۳۳ کتاب الزہد

علامہ خفاجی شرح میں لکھتے ہیں :-

اَلْمُرَادُ بِمَا الْمَوْصُوْلَةَ فِيْهِمَا مُغَيَّبَاتٌ وَاُمُوْرٌ فِي الْمَلَاءِ الْاَعْلٰى اِطَّلَعَهُ اللّٰهُ عَلَيْهَا وَغَيْرُهٗ لَا يَرَاهَا كَرُؤْيَةِ الْمَلَائِكَةِ وَالْجَنَّةِ وَالنَّارِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَالْاِطِّلَاعِ عَلَى الْمَوْتٰى وَ اَحْوَالِ الْبَرْزَخِ وَسِمَاعِهٖ لِلْاَصْوَاتِ الْمُعَذَّبِيْنَ فِي الْقُبُوْرِ وَلِاَطِيْطِ السَّمَاءِ [1]

لفظ مَا دونوں جگہ پر موصولہ ہے یعنی وہ تمام مغیبات اور ملائکہ مقربین کے امور پر اللہ تعالےٰ نے مطلع کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ دوسرے لوگ اسے نہیں دیکھتے جیسے ملائکہ جنت و دوزخ عذاب اہل قبور اور احوالِ برزخ کے حالات کا دیکھنا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قبروں میں عذاب دیئے جانے والوں کی چیخ وپکار کو سننا اور آسمان کا فرشتوں کی عبادت کی وجہ سے چرچرانا

مذکورہ بالاعبارت سے خوب واضح ہوگیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بہت مسافت سے سماعت فرما لیتے ہیں۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم عذاب قبر اور آسمان کی آواز کو سنتے ہیں تو ایک امتی کے درود سننے سے کونسی چیز مانع ہوسکتی ہے حالانکہ عالم برزخ کی وسعت اس جہاں سے بہت زیادہ ہے۔

علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں :-

دَارُ الْبَرْزَخِ وَهِيَ اَوْسَعُ مِنْ هٰذِهِ الدَّارِ وَاَعْظَمُ وَنِسْبَةُ هٰذِهِ الدَّارِ اِلَيْهَا كَنِسْبَةِ الْبَطْنِ اِلٰى هٰذِهٖ [2]

"عالم برزخ اس دنیا سے بہت وسیع اور بڑا ہے دنیا کی نسبت

---

[1] شہاب الدین نسیم الریاض ص ۱۳۸ ج ۲

[2] جلال الدین سیوطی بشری الکئیب علی ہامش شرح الصدور صفحہ ۱۷

عالمِ برزخ سے ایسی ہے جیسے ماں کے پیٹ کی نسبت اس دنیا سے ہے"۔

علامہ عبدالباقی زرقانی لکھتے ہیں :۔

وَلَقَدْ اَحْسَنَ مَنْ سُئِلَ كَيْفَ يَرُدُّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَلَّمَ عَلَيْهِ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَهَا فِيْ آنٍ وَّاحِدٍ فَاَنْشَدَ قَوْلَ اَبِي الطَّيِّبِ

كَالشَّمْسِ فِيْ كَبِدِ السَّمَاءِ وَنُوْرُهَا — يَغْشَى الْبِلَادَ مَشَارِقًا وَّمَغَارِبًا

وَلَا رَيْبَ اَنَّ حَالَهٗ فِي الْبَرْزَخِ اَفْضَلُ وَاَكْمَلُ مِنْ حَالِ الْمَلَائِكَةِ هٰذَا سَيِّدُنَا عِزْرَائِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقْبِضُ مِائَةَ اَلْفِ رُوْحٍ فِيْ وَقْتٍ وَّاحِدٍ وَّلَا شَغَلَهٗ قَبْضٌ عَنْ قَبْضٍ وَهُوَ مَعَ ذَالِكَ مَشْغُوْلٌ بِعِبَادَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى مُقْبِلٌ عَلَى التَّسْبِيْحِ وَالتَّقْدِيْسِ۔

فَنَبِيُّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيٌّ يَعْبُدُ رَبَّهٗ وَيُشَاهِدُهٗ لَا يَزَالُ فِيْ حَضْرَةِ اِقْتِرَابِهٖ [1]

ایک شخص سے سوال کیا گیا۔

"کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر مشرق اور مغرب میں درود وسلام پڑھنے والوں کے درود وسلام کا جواب ایک ہی وقت میں کس طرح دیتے ہیں" تو اس نے ابوطیب متنبی کا قول پیش کر کے کتنا اچھا جواب دیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال سورج کی طرح ہے کہ آسمان کے وسط میں ہونے کے باوجود مشرق اور مغرب کو منور کرتا ہے۔

اور یقیناً حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت عالم برزخ میں حضرت

---

[1] عبدالباقی زرقانی — زرقانی شرح مواہب لدنیہ ص ۳۱۰ ج ۸

عزرائیل علیہ السلام سے افضل اور اکمل ہے۔ حضرت عزرائیل علیہ السلام کی حالت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور تسبیح و تقدیس میں مشغول ہونے کے باوجود ایک وقت میں ایک لاکھ روحیں قبض کرتا ہے اور ایک روح کا قبض دوسرے کے لئے مانع نہیں ہوتا۔
پس ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اور مشاہدہ میں مشغول ہیں اور ہمیشہ حضورِ الٰہی میں قریب ہوتے ہیں"۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اُمتیوں کے درود کو سنتے ہیں

علامہ ابن قیم جوزیہ امام طبرانی کے حوالہ سے حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:۔

عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَكْثِرُوْا عَلَیَّ الصَّلٰوةَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَاِنَّهٗ يَوْمٌ مَشْهُوْدٌ تَشْهَدُهُ الْمَلَائِكَةُ لَيْسَ مِنْ عَبْدٍ يُّصَلِّیْ عَلَیَّ اِلَّا بَلَغَنِیْ صَوْتُهٗ حَيْثُ كَانَ قُلْنَا وَبَعْدَ وَفَاتِكَ قَالَ وَبَعْدَ وَفَاتِیْ۔ اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى الْاَرْضِ اَنْ تَاْكُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِيَاءِ [1]

"حضرت ابو الدرداء فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود پڑھو کیونکہ یہ یوم مشہود ہے فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ کوئی بھی بندہ کہیں سے مجھ پر درود پڑھتا ہے اس کی آواز مجھے پہنچ جاتی ہے۔ ہم نے عرض کیا آپ کے پردہ فرمانے کے بعد بھی؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہاں میری وفات کے بعد بھی۔ اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا کہ انبیاء علیہم السلام کے

---

[1] ابن قیم جوزیہ جلاء الافہام ص ۶۳

جسموں کو کھائے۔"

شفاء شریف اور شرح شفاء میں حضرت اوس ابن اوس سے روایت ہے۔

اَکْثِرُوْا عَلَیَّ مِنَ الصَّلٰوۃِ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ فَاِنَّ صَلٰوتَکُمْ مَعْرُوْضَۃٌ عَلَیَّ اَیْ مِنْ غَیْرِ وَاسِطَۃٍ اَوْمِنْ غَیْرِ اِنْتِظَارٍ اَوْرَابِطَۃٍ۔ رواہ ابو داود و النسائی والترمذی وابن الماجہ [1]

"مجھ پر جمعہ کے روز کثرت سے درود پڑھو کیونکہ تمہارا درود مجھ پر بغیر کسی واسطہ یا بغیر کسی رابطہ کے انتظار کے پیش ہوتا ہے۔"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:۔

قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ صَلُّوْا عَلَیَّ فَاِنَّ صَلٰوتَکُمْ تَبْلُغُنِیْ حَیْثُ کُنْتُمْ [2]

"حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ مجھ پر درود پڑھو کیونکہ تمہارا درود مجھے پہنچتا ہے تم جہاں کہیں بھی ہو۔"

ملا علی قاری شرح میں فرماتے ہیں:۔

قَالَ الْقَاضِیُ وَذَالِکَ اَنَّ النُّفُوْسَ الزَّکِیَّۃَ اِذَا تَجَرَّدَتْ عَنْ عَلَاۗئِقِ الْبَدَنِیَّۃِ خَرَجَتْ وَاتَّصَلَتْ بِالْمَلَاءِ الْاَعْلٰی وَلَمْ یَبْقَ لَھَا حِجَابٌ فَتَرَی الْکُلَّ کَالْمُشَاھِدِ [3]

---

[1] قاضی عیاض شفاء شریف ص ۷۹ ج ۲

[2] شیخ ولی الدین مشکوٰۃ شریف ص ۸۶

[3] ملا علی قاری مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ص ۳۴۲ ج ۲

" قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔ پاکیزہ نفوس جب بدن سے جدا ہوجاتی ہیں اور مقرب فرشتوں سے ان کا تعلق ہوجاتا ہے تو ان نفوس کے لئے حجاب نہیں رہتا۔ تمام کائنات کو اس طرح ملاحظہ کرتی ہیں جس طرح ایک مشاہدہ کرنے والا ہوتا ہے "

علامہ آلوسی لکھتے ہیں :-

قال الحکماء ان نفوس الانبیاء علیہم السلام قد سبیۃ فتتقوی علی الاتصال بالملاء الاعلی فیتتقش فیھا من الصور ما ینتقل الی القوۃ المتحیلۃ و الحس المشترک فیری کالمشاھد [۱]

" حکماء فرماتے ہیں انبیاء کرام کی پاکیزہ نفوس ملاء الاعلیٰ کے اتصال کی وجہ سے قوی ہوجاتی ہیں تو ان نفوس میں وہ صورتیں نقش ہوجاتی ہیں جو قوۃ متحیلہ اور حس مشترک میں منتقل ہوتی ہیں۔ پھر یہ نفوس اس طرح دیکھتی ہیں جس طرح مشاہدہ کرنے والا "

شفاء شریف اور شرح شفاء میں ہے :-

عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا لَیْسَ اَحَدٌ مِنْ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُسَلِّمُ عَلَیْہِ وَیُصَلِّیْ عَلَیْہِ اِلَّا بَلَغَہٗ [۲] رواہ ابن راھویہ والبیھقی

" امام بیہقی اور اسحاق ابن راہویہ حضرت عبد اللہ ابن عباس سے راوی ہیں امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں سے کوئی بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام پڑھتا ہے تو یہ درود وسلام پہنچتا ہے "

---

[۱] سید محمود آلوسی روح المعانی ص ۱۳ پ ۱

[۲] ملا علی قاری شرح شفا علی ہامش نسیم الریاض ص ۵۰۲ ج ۳

ان تمام احادیث سے صراحۃً معلوم ہوتا ہے کہ بنفسِ نفیس درود و سلام کے الفاظ دربارِ نبوی میں پہنچ جاتے ہیں یعنی جیسے یہ الفاظ زبان سے نکل جاتے ہیں اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی طاقتِ سمع سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سماعت فرمالیتے ہیں۔

جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے :-

دلائل الخیرات میں ہے :

اَسْمَعُ صَلٰوۃَ اَھْلِ مَحَبَّتِیْ وَاَعْرِفُھُمْ۔

" میں محبت کرنے والوں کے درود کو سنتا ہوں اور پڑھنے والوں کو پہچانتا ہوں "

علامہ فاسی شرح میں فرماتے ہیں :-

اَیْ بِلَا وَاسِطَۃٍ اَلَّذِیْنَ یُصَلُّوْنَ عَلَیَّ مَحَبَّۃً وَّ شَوْقًا وَظَاھِرُہٗ سَوَاءٌ صَلّٰی عَلَیْہِ الْمُحِبُّ لَہٗ عِنْدَ قَبْرِہٖ اَوْ نَائِیًا عَنْہُ [1]

" میں ان لوگوں کے درود کو بلا واسطہ سنتا ہوں جو محبت اور شوق سے پڑھتے ہیں برابر ہے کہ محبت کرنے والا روضۂ اقدس پر حاضر ہو یا دُور ہو "

دلائل الخیرات کے متعلق مولانا حسین احمد مدنی دیوبندی لکھتے ہیں :-

" وہابیہ خبیثہ کثرتِ درود و سلام اور قرأت دلائل الخیرات وقصیدہ بردہ وقصیدہ ھمزیہ وغیرہ اور اس کے پڑھنے اور اس کے استعمال کرنے و ورد بنانے کو سخت برُ قبیح اور مکروہ جانتے ہیں حالانکہ ہمارے مقدس بزرگانِ دین اپنے متعلقین کو دلائل الخیرات وغیرہ

---

[1] علامہ مہدی فاسی مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات ص ۸۱

کی سند دیتے رہے ہیں"۔ ؎۱

اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں کو قُرب و بُعد نہیں ہوتا

بخاری شریف کی حدیث ہے :۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی قَالَ مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُہٗ بِالْحَرْبِ وَمَا تَقَرَّبَ اِلَیَّ عَبْدِیْ بِشَیْءٍ اَحَبَّ اِلَیَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَیْہِ وَمَا یَزَالُ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اَحْبَبْتُہٗ فَاِذَا اَحْبَبْتُہٗ فَکُنْتُ سَمْعَہُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِہٖ وَبَصَرَہُ الَّذِیْ یُبْصِرُ بِہٖ وَیَدَہُ الَّتِیْ یَبْطِشُ بِھَا وَرِجْلَہُ الَّتِیْ یَمْشِیْ بِھَا وَاِنْ سَاَلَنِیْ لَاُعْطِیَنَّہٗ وَلَئِنْ اسْتَعَاذَنِیْ لَاُعِیْذَنَّہٗ ؎۲

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے جس نے میرے ولی سے عداوت کی میں نے اس کو اعلانِ جنگ فرمادیا اور جن چیزوں سے بندہ میرے قریب ہوتا ہے ان میں سے سب سے محبوب چیز میرے نزدیک فرائض ہیں اور میرا بندہ نوافل کے ذریعہ سے ہمیشہ میرے نزدیک ہوتا ہے یہاں تک کہ میں اسے اپنا محبوب بنا لیتا ہوں اور جب میں اسے اپنا محبوب بنا لیتا ہوں تو میں اُس کے وہ کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی وہ آنکھیں ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کے وہ ہاتھ

؎۲ محمد ابن اسماعیل بخاری بخاری شریف ص ۹۶۳ ج ۲

کی سند دیتے رہے ہیں"۔ [1]

اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں کو قُرب و بُعد نہیں ہوتا

بخاری شریف کی حدیث ہے :-

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی قَالَ مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ وَمَا تَقَرَّبَ اِلَیَّ عَبْدِیْ بِشَیْءٍ اَحَبَّ اِلَیَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَیْهِ وَمَا یَزَالُ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اَحْبَبْتُهٗ فَاِذَا اَحْبَبْتُهٗ فَکُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِهٖ وَبَصَرَهُ الَّذِیْ یُبْصِرُ بِهٖ وَیَدَهُ الَّتِیْ یَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّتِیْ یَمْشِیْ بِهَا وَاِنْ سَاَلَنِیْ لَاُعْطِیَنَّهٗ وَلَئِنْ اِسْتَعَاذَنِیْ لَاُعِیْذَنَّهٗ [2]

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے جس نے میرے ولی سے عداوت کی میں نے اس کو اعلانِ جنگ فرمادیا اور جن چیزوں سے بندہ میرے قریب ہوتا ہے ان میں سے سب سے محبوب چیز میرے نزدیک فرائض ہیں اور میرا بندہ نوافل کے ذریعہ سے ہمیشہ میرے نزدیک ہوتا ہے یہاں تک کہ میں اسے اپنا محبوب بنا لیتا ہوں اور جب میں اسے اپنا محبوب بنا لیتا ہوں تو میں اُس کے وہ کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی وہ آنکھیں ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کے وہ ہاتھ

---

[1] محمد ابن اسماعیل بخاری بخاری شریف ص ۹۶۳ ج ۲

ہو جاتا ہوں جس سے وہ حملہ کرتا ہے اور اس کا وہ پاؤں ہو جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اگر وہ مجھ سے مانگتا ہے تو میں اسے دیتا ہوں اگر وہ مجھ سے پناہ مانگ کر (کسی برائی سے) بچنا چاہتا ہے تو میں اسے ضرور بچاتا ہوں۔"

اس حدیث کو نقل کرکے امام رازی لکھتے ہیں :-

وَلِهٰذَا قَالَ عَلِیُّ ابْنُ اَبِیْ طَالِبٍ کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْهَهٗ مَا قَلَعْتُ بَابَ خَیْبَرَ بِقُوَّةٍ جَسْدَانِیَّةٍ وَلٰکِنْ بِقُوَّةٍ رَبَّانِیَّةٍ وَ ذَالِكَ لِاَنَّ عَلِیًّا کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْهَهٗ ذَالِكَ الْوَقْتَ اِنْقَطَعَ نَظْرُهٗ عَنْ عَالَمِ الْاَجْسَادِ وَاَشْرَقَتِ الْمَلَائِکَةُ بِاَنْوَارِ الْکِبْرِیَاءِ فَتَقَوّٰی رُوْحُهٗ وَتَشَبَّهَ بِجَوَاهِرِ الْاَرْوَاحِ الْمَلٰکِیَّةِ وَ تَلَأْلَأَتْ فِیْهِ اَضْوَاءُ عَالَمِ الْقُدْسِ وَالْعَظَمَةِ فَلَاجَرَمَ حَصَلَ لَهٗ مِنَ الْقُدْرَةِ مَا قَدَرَ بِهَا عَلٰی مَا لَمْ یَقْدِرْ عَلَیْهِ غَیْرُهٗ - وَکَذَالِكَ الْعَبْدُ اِذَا وَاظَبَ عَلَی الطَّاعَاتِ بَلَغَ اِلَی الْمَقَامِ الَّذِیْ یَقُوْلُ اللّٰہُ کُنْتُ سَمْعًا لَهٗ وَبَصَرًا فَاِذَا صَارَ ذَالِكَ نُوْرُ جَلَالِ اللّٰہِ سَمْعًا لَهٗ سَمِعَ الْقَرِیْبَ وَ الْبَعِیْدَ فَاِذَا صَارَ ذَالِكَ النُّوْرُ بَصَرًا لَهٗ رَاٰی الْقَرِیْبَ وَ الْبَعِیْدَ وَاِذَا صَارَ ذَالِكَ النُّوْرُ یَدًا لَهٗ قَدَرَ عَلَی التَّصَرُّفِ فِی الصَّعْبِ وَالسَّهْلِ وَالْبَعِیْدِ وَالْقَرِیْبِ [1]

" اس لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا خدا کی قسم میں نے خیبر کا دروازہ جسمانی قوت سے نہیں اکھاڑا بلکہ ربانی قوت سے۔ اس کی

---

[1] امام فخرالدین رازی تفسیر کبیر ص ۹۱ ج ۲۱

اصل وجہ یہ تھی کہ اس وقت حضرت علی کی نظر عالمِ اجساد سے منقطع ہوگئی تھی اور ملکی قوتوں نے حضرت علی کو عالم کبریائی کے نور سے چمکا دیا تھا جس کی وجہ سے ان کی روح قوی ہوکر ارواح ملکیہ کے جواہر سے مشابہ ہوگئی اور اس میں عالم قدس اور عظمت کے انوار چمکنے لگے تھے تو یقیناً ان کو وہ قدرت حاصل ہوگئی جو غیر کو حاصل نہیں تھی۔ اسی طرح جب کوئی بندہ نیکیوں پر ہمیشگی کرتا ہے تو اس مقام تک پہنچتا ہے جس کے متعلق اللہ نے فرمایا کہ میں اس کے کان اور آنکھیں ہو جاتا ہوں جب اللہ کے جلال کا نور اس کی سمع ہوجاتا ہے تو وہ دور اور نزدیک کے آوازوں کو سنتا ہے اور جب یہی نور اس کی آنکھیں ہوجاتا ہے تو وہ دور اور نزدیک کی چیزوں کو دیکھتا ہے۔ اور جب یہی نورِ جلال اس کا ہاتھ ہوگیا تو یہ بندہ مشکل اور آسان دور اور نزدیک میں تصرف کرنے پر قادر ہوجاتا ہے"

علامہ آلوسی روح المعانی میں فرماتے ہیں :۔
وَذَكَرُوْا اَنَّ مِنَ الْقَوْمِ مَنْ يَسْمَعُ فِى اللّٰهِ وَ لِلّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَمِنَ اللّٰهِ جَلَّ وَعَلٰى وَلَا يَسْمَعُ بِالسَّمْعِ الْاِنْسَانِيْ بَلْ يَسْمَعُ بِالسَّمْعِ الرَّبَّانِيْ كَمَا فِى الْحَدِيْثِ الْقُدْسِيْ [1]

"عارفین نے ذکر کیا کہ قوم میں ایسے لوگ ہوتے ہیں جو اللہ میں اللہ کے ساتھ اللہ سے اور اللہ کے لئے سنتے ہیں وہ سمع انسانی کے ساتھ نہیں سنتے بلکہ سمع ربانی کے ساتھ سنتے ہیں جیسے حدیث قدسی میں ہے"

ہماری اس مذکورہ تقریر سے واضح ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں

---

[1] سید محمود آلوسی روح المعانی ص ۱۰۳ ج ۲۱

کے لئے قرب وبعد نہیں ہوتا۔ وہ دُور سے سنتے اور دیکھتے ہیں۔

جب دلیلِ شرعی سے اولیاءکرام کے لئے دور کی چیزوں کو دیکھنا اور سننا ثابت ہوگیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جو ولایت کاملہ صفت سے متصف ہیں آپ سے یہ صفت کیسے منتفی کر سکتے ہیں۔

شاہ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں :۔

" بدانکہ وے صلی اللہ علیہ وسلم مے بیند و مے شنود کلام ترا زیراکہ وے متصف است بصفات الٰہی ویکہ از صفات الٰہی آنست کہ انا جلیس من ذکرنی مر پیغمبر را صلی اللہ علیہ وسلم نصیب وافر ست ازیں صفت [1]

" جاننا چاہیئے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تجھے دیکھتے ہیں اور کلام بھی سنتے ہیں اس لئے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم متصف ہیں اللہ تعالیٰ کی صفات کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ایک صفت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں اس کا ہم نشین ہوں جو مجھے یاد کرے اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس صفت سے پورا پورا حصہ ملا ہے۔ یہ عبارت بھی اس بات میں صیح ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دور اور نزدیک کی سب آوازوں کو سنتے ہیں۔ جب آوازوں کا سننا ثابت ہوگیا تو درود شریف کا سننا خود بخود ثابت ہوتا ہے۔

زندہ کو دُور سے پکارنا عقلاً اور شرعاً دونوں طرح ثابت ہے

زندہ کو دُور سے پکارنا دو طرح کا ہوتا ہے۔ ایک تو اتنی دُور سے پکارنا

---

[1] شاہ عبدالحق محدث دہلوی مدارج النبوۃ ص ۸۸۷ ج ۲

کہ وہ نظر آتا ہے جیسے ایک شخص دور فاصلہ پر کھڑا ہے یا جارہا ہے اسے اے فلاں اے فلاں کے ساتھ بلند آواز کے ساتھ پکارنا ہمارا روزانہ کا معمول ہے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ اتنی دور سے پکارنا کہ وہ نظر سے بہت دُور ہوگیا یا نظر نہیں آرہا جسکو بظاہر آواز پہچانا ناممکن ہو۔ لیکن عقل اور شرع دونوں نے ثابت کر دیا کہ یہ صورت بھی ممکن ہے۔ قرآن حکیم میں ہے :۔

وَنَادٰی اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ اَصْحٰبَ النَّارِ اَنْ قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَهَلْ وَجَدْتُّمْ مَّا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا [1]

" جنتی لوگ دوزخیوں کو پکاریں گے جو وعدہ ہمارے رب نے ہمارے ساتھ کیا وہ ہم نے پا لیا تو کیا تم نے بھی وعدہ پالیا جو تمہارے رب نے تمہارے ساتھ کیا تھا "

امام رازی اسی آیت کے تحت لکھتے ہیں :۔

اذا کانت الجنة فی اعلی السموت والنار فی اسفل الارضین فمع هذا البعد الشدید کیف یصح هذا النداء والجواب هذا یصح علی قولنا لان عندنا البعد الشدید والقرب الشدید لیس من موانع الادراك والتزم القاضی ذالك وقال ان فی العلماء من یقول فی الصوت خاصیة ان البعد فیه وحده لا یکون مانعا [2]

" جب جنت آسمانوں کے اوپر ہے اور دوزخ اسفل السافلین میں ہے باوجود اتنی دوری کے یہ نداء کیسے صحیح ہو سکتی ہے خود ہی جواب دیتے ہیں۔ یہ ندا ہمارے نزدیک صحیح ہے کیونکہ ہمارے

---

[1] سورۂ اعراف : آیت ۴۴ پ ۸

[2] امام فخرالدین رازی تفسیر کبیر ص ۸۳ ج ۱۴

نزدیک بعدِ مسافت اور قربِ مسافت آواز کے سننے سے مانع نہیں ہے۔ قاضی عیاض نے اسی کا التزام کیا ہے اور فرماتے ہیں کہ علماء فرماتے ہیں کہ آواز میں ایک ایسی خاصیت ہے کہ بعدِ مکانی آواز کے سننے سے مانع نہیں ہے"

تفسیر خازن میں اسی آیت کے تحت ہے :-

اِنَّ اللّٰہَ قَادِرٌ عَلٰی اَنْ یُّقَوِّیَ الْاَصْوَاتَ وَالْاِسْتِمَاعَ یَصِیْرُ الْبَعِیْدُ کَالْقَرِیْبِ [۱]

"اللہ تعالےٰ اس پر قادر ہے کہ قوتِ سماع اور آواز کو قوی کر دے کہ دُوری نزدیکی کی طرح ہو جائے"

مشکوٰۃ شریف کی حدیث ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک لشکرِ جہاد روانہ کیا اس پر حضرت ساریہ کو امیر مقرر کیا اس دوران حضرت عمر فاروق خطبہ دے رہے تھے کہ پکارنے لگے اے ساریہ پہاڑ کا خیال کر پھر لشکر سے قاصد آیا اس نے بتایا اے امیر المؤمنین ! ہم نے دشمن سے مقابلہ کیا تو اس نے ہمیں شکست دی اچانک ایک آواز آئی اے ساریہ پہاڑ کا خیال کر تو ہم نے اپنی پشتوں کو پہاڑ کی طرف کر کے سہارا لیا تو اللہ نے دشمن کو شکست دی۔ [۲]

امام رازی بعینہٖ اسی روایت کو نقل کیا اور پھر لکھتے ہیں :-

کَانَ ذَالِكَ مُعْجِزَۃٌ لِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِاَنَّہٗ قَالَ لِاَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ اَنْتُمَا مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ السَّمْعِ وَالْبَصَرِ فَلَمَّا کَانَ عُمَرُ بِمَنْزِلَۃِ الْبَصَرِ لِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَاجَرَمَ قَدَرَ عَلٰی اَنْ یَّرٰی مِنْ ذَالِكَ الْبُعْدِ

---

[۱] تفسیر خازن ص ۵۹ ج ۲

الْعَظِیْمِ ؎

"حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا بہت فاصلہ سے دیکھنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر اور عمر فاروق کو فرمایا: تم دونوں میرے کان اور آنکھ کے منزلہ پر ہو جب عمر فاروق بمنزلہ بصر محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں تو یقیناً وہ بہت دُور سے دیکھتے تھے۔"

اس تقریر سے اچھی طرح معلوم ہوا کہ زندہ کی نداء، زندہ غائب تک پہنچ جاتی ہے اور زندہ غائب کو پکارنا خواہ کتنی ہی مسافت پر کیوں نہ ہو جائز ہے۔ نیز حضرت ساریہ والی حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ جو بھی دامنِ مصطفٰے سے وابستہ ہو اس کے لئے قُرب وبعد نہیں ہوتا وہ دُور سے سنتا اور دیکھتا بھی ہے تو پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دُور سے درود شریف سننے کی نفی کرنا کیونکر ہو سکتی ہے۔ دورِ حاضر میں ریڈیو اور دیگر آلات کی ایجاد نے اہلسنت کے نظریہ کی تائید اور تصدیق کر دی۔ ان طے شدہ علمی مسلمات کی روشنی میں اگر یہ کہا جائے اور اعتقاد کیا جائے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے غلاموں کے درود وسلام کو سنتے ہیں تو اسے شرک کہنا کیونکر درست ہو گا۔

مانعین الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ۔ عام لوگوں کو ان کلمات سے منع کرنے کی وجہ یہ بتاتے ہیں کہ ان الفاظ کے ساتھ درود شریف روضۂ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر جائز ہے کیونکہ وہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود سنتے ہیں۔ اور روضہ کے علاوہ ناجائز ہے کیونکہ دور سے اگر کوئی یہ عقیدہ رکھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دور سے سنتے ہیں تو یہ شرک ہے۔

جواباً عرض ہے کہ سابقہ بیان سے خوب واضح ہو گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم درود سنتے ہیں پڑھنے والا قبر انور کے پاس ہو یا دور ہو۔

ثانیاً عالمِ برزخ جہت وطرف اور تمام قیودات کے ساتھ مقید نہیں ہے۔ جیس

؎ امام فخرالدین رازی تفسیر کبیر جلد ۲۱ صفحہ ۸۸

اللہ نے روضہ پر درود سننے کی طاقت دے رکھی ہے وہی اللہ اس پر بھی قادر ہے کہ تمام کائنات سے سننے کی طاقت دے دیں اگر کوئی مانع ہو تو بتاؤ۔ اگر مانعین کے اس خود ساختہ قاعدہ (یعنی دُور سے سُننا شرک ہے) کو مان بھی لیں تو لازم آئے گا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے خود شریک پیدا کیا۔

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اِنَّ اللّٰہَ وَکَّلَ بِقَبْرِیْ مَلَکًا اَعْطَاہُ اِسْمَاعَ الْخَلَائِقِ فَلَا یُصَلِّ عَلَیَّ اَحَدٌ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ اِلَّا اَبْلَغَنِیْ بِاِسْمِہٖ وَاِسْمِ اَبِیْہِ ھٰذَا فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ قَدْ صَلّٰی عَلَیْکَ۔

"اللہ تعالیٰ نے میری قبر پر ایک فرشتہ مقرر کیا ہے جس کو ساری مخلوق کی باتیں سننے کی قوت عطا کر رکھی ہے پس جو شخص مجھ پر قیامت کے دن تک درود بھیجتا ہے وہ فرشتہ مجھ کو اس کا اور اس کے باپ کا نام لے کر درود پہنچاتا ہے کہ فلاں شخص جو فلاں کا بیٹا ہے اس نے آپ پر درود بھیجا ہے۔"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے در پر کھڑے ایک فرشتہ کی یہ کیفیت ہے کہ کائنات کے کونے کونے سے درود سنتا ہے اگر یہ شرک ہے تو فرشتہ کے لئے بھی ہے اگر نہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تمام امتیوں کے درود سننے کو کیوں شرک کہتے ہو۔

اگر ہم یہی قوتِ سماع فرشتہ کے لئے مانیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مانیں تو فرشتہ کی برتری حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر علم کے لحاظ سے آئے گی۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی کو علم میں زیادہ ماننا کفر ہے۔

چنانچہ علامہ خفاجی اور زرقانی لکھتے ہیں:۔

(اذعابہ) فَاِنَّ مَنْ قَالَ فُلَانٌ اَعْلَمُ مِنْہُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ

سَلَّمَ فَقَدْ عَابَهُ [1]

" اگر کسی نے کہا کہ فلاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ عالم ہے تو اس قائل نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عیب بیان کیا اور عیب بیان کرنا کفر ہے۔"

فرشتہ مقرر کرنے کی وجہ

علامہ زرقانی لکھتے ہیں :-

وَفِيْهِ تَعْظِيْمٌ لَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاِجْلَالُ اُمَّتِهٖ حَيْثُ سَخَّرَ الْمَلَائِكَةَ لِذَالِكَ [2]

" فرشتہ مقرر کرنے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم ہے اور آپ کی امت کی بزرگی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو اس کام کے لئے مسخر کیا۔"

فرشتوں کے درود پہنچانے کی حکمت

اس سلسلہ میں حضرت علامہ کاظمی صاحب کی کتاب "مقالات کاظمی" سے اقتباس پیش کرتا ہوں۔

درود کے الفاظ درحقیقت ایک تحفہ اور ہدیہ ہے تحفہ اور ہدیہ کے معنی کی تکمیل مہدی لہ (جس کے لئے ہدیہ بھیجا جاتا ہے) کہ محض سننے اور جاننے سے نہیں ہوتی بلکہ انہیں الفاظ کی پیشکش سے ہوتی ہے۔ جو درود شریف کیلئے استعمال کئے گئے ہیں۔ معلوم ہوا کہ فرشتوں کے درود پہنچانے کو مہدی لہ کے جاننے سے

---

[1] عبدالباقی زرقانی زرقانی شرح مواہب الدنیہ ص ۳۱۵ ج ۵

[2] شہاب الدین خفاجی ، نسیم الریاض جلد ۴ ص ۳۳۵

کوئی تعلق نہیں۔ یہ پہچانا تو صرف اس لئے ہے کہ ہدیہ اور تحفہ کے معنیٰ متحقق ہو جائیں اور بس ہم اپنے اس بیان کی تائید کے لئے فیض الباری کی ایک عبارت ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں :-

واعلم ان حدیث عرض الصلوٰۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا یقوم دلیلا علی نفی علم الغیب وان کانت المسئلۃ فیہ ان نسبۃ علمہ صلی اللہ علیہ وسلم بعلمہٖ تعالی نسبۃ المتناھی بغیر المتناھی لان المقصود بعرض الملائکۃ ھو تلک الکلمات بعینھا فی حضرۃ العالیۃ علمھا من قبل اولم یعلم کعرضھا عند رب العزۃ ورفع الاعمال الیہ فان تلک الکلمات مما یحیا بہ وجہ الرحمن فلم ینفی العرض العلم فالعرض قد یکون للعلم واخری لمعان اخر فاعرف الفرق

" جاننا چاہیئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پیش کرنے کی حدیث علم غیب کی نفی پر دلیل نہیں بن سکتی اگرچہ علم غیب کے بارے میں مسئلہ یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کی نسبت اللہ تعالیٰ کے علم کے ساتھ متناہی اور غیر متناہی کے درمیان جو نسبت ہے کی طرح ہے کیونکہ فرشتوں کی پیش کش کا مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ درود شریف کے کلمات بعینہٖ بارگاہِ عالیہ نبویہ میں پہنچ جائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے ان کلمات کو جانا ہو یا نہ جانا ہو۔ بارگاہِ رسالت میں کلمات درود کی پیشکش بالکل ایسی ہے جیسے رب العزت کی بارگاہ میں یہ کلمات طیبات پیش کیے جاتے ہیں۔ اور اس کی بارگاہِ الوہیت میں اعمال اٹھائے جاتے ہیں کیونکہ یہ کلمات ان چیزوں میں سے ہیں جن کے ساتھ ذات رحمٰن جل مجدہٗ کو تحفہ پیش کیا جاتا ہے اس لئے یہ

پیش کش علم کے منافی نہیں ہے۔ لہٰذا کسی چیز کا پیش کرنا کبھی علم کے لئے ہوتا ہے اور بسا اوقات دوسرے معانی کے لئے بھی ہوتا ہے اس فرق کو خوب پہچان لیا جائے۔"

فیض الباری کی منقولہ عبارت سے اچھی طرح واضح ہو گیا کہ بارگاہِ رسالت میں فرشتوں کا درود شریف پیش کرنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی لاعلمی پر مبنی نہیں ہے بلکہ کلمات درود بعینہما کو بطور تحفہ وہدیہ پیش کرنا مقصود ہے سننے اور جاننے کو اس پیشکش سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

اس لئے قبر انور پر جو درود پڑھا جائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسے سنتے بھی ہیں اور فرشتے بھی پیش کرتے ہیں اسی طرح جو لوگ درود شریف پڑھتے ہیں اسے فرشتے بھی پیش کرتے ہیں اور سمع خارق للعادۃ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سماع بھی فرماتے ہیں۔

فرشتہ کا روضۂ اقدس پر مقرر کرنا تعظیم پر مبنی ہے

عَنْ اَبِیْ بَکْرٍ رَفَعَہٗ اَکْثِرُوْا الصَّلٰوۃَ عَلَیَّ فَاِنَّ اللّٰہَ وَکَّلَ بِیْ مَلَکًا عِنْدَ قَبْرِیْ فَاِذَا صَلّٰی عَلَیَّ رَجُلٌ مِّنْ اُمَّتِیْ قَالَ لِیْ ذَالِکَ الْمَلَکُ اِنَّ فُلَانَ بْنُ فُلَانٍ یُصَلِّیْ عَلَیْکَ السَّاعَۃَ وَبِہٖ سَقَطَ تَوَھُّمُ اَنَّہٗ لَاحَاجَۃَ اِلٰی ذَالِکَ لِاَنَّ اَعْمَالَ اُمَّتِہٖ کُلَّھَا تُعْرَضُ عَلَیْہِ وَالصَّلٰوۃُ مِنْ جُمْلَتِھَا لِاَنَّھَا تُعْرَضُ سَاعَۃَ التَّلَفُّظُ بِھَا وَفِیْہِ تَعْظِیْمٌ لَہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاِجْلَالٌ لِاُمَّتِہٖ حَیْثُ سَخَّرَ الْمَلَائِکَۃَ لِذَالِکَ [1]

"حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] عبد الباقی زرقانی زرقانی شرح مواہب لدنیہ ص ۳۳۵ ج ۵

نے ارشاد فرمایا کہ مجھ پر کثرت سے درود پڑھو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے میری قبر پہ فرشتہ مقرر کیا ہے جب بھی میری امت سے کوئی درود پڑھتا ہے تو وہ فرشتہ کہتا ہے کہ فلاں ابن فلاں نے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تجھ پر ابھی درود پڑھا ہے۔

علامہ زرقانی فرماتے ہیں :۔

" اس حدیث سے وہ وہم بھی ختم ہو گیا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر امت کے اعمال پیش ہوتے ہیں تو فرشتہ مقرر کرنے کی ضرورت کیا ہے جب کہ درود شریف بھی ایک عمل ہے کیونکہ درود شریف کا پیش ہونا تلفظ کے وقت ہی ہوتا ہے۔ اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم مقصود ہے اور آپ کی امت کی بزرگی کی دلیل ہے کہ فرشتوں کو اس کام کے لئے مسخر کیا۔"

مذکورہ بالا عبارت سے دو باتیں صراحۃً معلوم ہوتی ہیں :۔

پہلی بات یہ ہے کہ جب بھی کوئی امتی درود پڑھتا ہے تو اسی وقت جیسے ہی وہ الفاظ کا تلفظ کرتا ہے دربارِ نبوی میں وہ الفاظ پیش کئے جاتے ہیں اس میں کوئی دیر نہیں ہوتی۔ بعینہ اسی طرح حدیث کا مفہوم ہے۔

دوسری بات یہ جیسے کہ علامہ زرقانی نے کہی کہ تقرر سے مقصود عظمتِ رسول اللہ ہے اور شرفِ امتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے نہ کہ لاعلمی

اذان سے قبل یا بعد درود شریف کا پڑھنا

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔

" بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں اے ایمان والو! تم بھی درود و سلام پڑھو۔"

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے صرف درود و سلام پڑھنے کا حکم فرمایا کسی وقت یا کسی مکان کے ساتھ مقید نہیں کیا۔ یعنی ہر وقت اور ہر جگہ درود و سلام پڑھو۔

چنانچہ فتاویٰ شامیہ میں ہے :۔

وَ مُسْتَحَبَّۃٌ فِیْ کُلِّ اَوْقَاتِ الْاِمْکَانِ ۔

"یعنی درود شریف ہر وقت مستحب ہے جبکہ کوئی مانع ہو۔"

البتہ فقہاء کرام نے سات جگہ پر درود شریف پڑھنے کو مکروہ لکھا ہے

علامہ شامی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں :۔

تُکْرَہُ الصَّلٰوۃُ عَلَیْہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ سَبْعَۃِ مَوَاضِعَ اَلْجِمَاعُ وَحَاجَۃُ الْاِنْسَانِ وَشُھْرَۃُ الْمَبِیْعِ وَ الْعُثْرَۃِ وَ التَّعَجُّبِ وَ الْعَاطِسِ وَ الذَّبِیْحِ [1]

"(۱) ہم بستری کے وقت (۲) قضاء حاجت کے وقت (۳) مبیع کی شہرت کے وقت (۴) لڑائی کرتے وقت (۵) خود نمائی کے وقت (۶) ذبح کے وقت (۷) چھینک آتے وقت۔ ان سات مقامات کے علاوہ ہر وقت مستحب ہے۔

تو ان سات مقامات کے علاوہ اذان سے پہلے یا بعد کے اوقات بھی استحبابی اوقات میں شامل ہیں۔ لہٰذا قرآن پاک کی آیت کی رُو سے اذان سے پہلے یا بعد میں درود شریف پڑھنا مستحب ہے۔

اذان کے بعد درود کا پڑھنا بذاتِ خود مستحب ہے :۔

علامہ قاضی عیاض اور علامہ خفاجی لکھتے ہیں :۔

(عِنْدَ الْاَذَانِ) اَیْ بَعْدَہٗ وَھُوَ مُسْتَحَبٌّ لِلْمُؤَذِّنِ وَسَامِعِہٖ

---

[1] ابن عابدین شامی ردمحتار ص ۳۸۳ ج ۱

لِمَا رَوَاہُ مُسْلِمٌ اَنَّہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالَ اِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ فَقُوْلُوْا مِثْلَ مَا یَقُوْلُ ثُمَّ صَلُّوْا عَلَیَّ فَاِنَّہٗ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلٰوۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ عَشْرًا الحدیث وَیَذْکُرُ مَعَہَا السَّلَامَ لِمَا ذَکَرُوْہُ مِنْ کَرَاھَۃِ الْاِقْتِصَارِ عَلَیْہَا مُطْلَقًا لِلْاٰیَۃِ [1]

" اذان کے بعد اذان دینے والے اور سننے والے کیلئے مستحب ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھیں کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب تم اذان کو سنو تو اذان کا جواب دو۔

پھر مجھ پر درود پڑھو اس لئے کہ جو مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھے اللہ اس پر دس مرتبہ رحمتیں نازل فرماتا ہے اور صلوٰۃ کے ساتھ سلام پڑھے اس لئے علماء نے صرف صلوٰۃ پر اقتصار کرنے کو مکروہ لکھا ہے "

علامہ سخاوی لکھتے ہیں :۔

وَاَحْدَثَ الْمُؤَذِّنُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَالسَّلَامَ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَقْبَ الْاَذَانِ لِلْفَرَائِضِ الْخَمْسِ اِلَّا الصُّبْحَ وَالْجُمُعَۃَ فَاِنَّھُمْ یُقَدِّمُوْنَ ذَالِکَ فِیْھِمَا عَلَی الْاَذَانِ وَاِلَّا الْمَغْرِبَ فَاِنَّھُمْ لَا یَفْعَلُوْنَہٗ اَصْلًا لِضِیْقِ الْوَقْتِ وَالصَّوَابُ اَنَّہٗ بِدْعَۃٌ حَسَنَۃٌ یُؤْجَرُ فَاعِلُہٗ لِحُسْنِ نِیَّتِہٖ [2]

---

[1] شہاب الدین نسیم الریاض ص ۴۶۱ ج ۳

[2] حافظ شمس الدین سخاوی قول بدیع ص ۱۹۳

" مؤذنین جو درود شریف اذان کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر پانچوں فرض کے لئے پڑھتے ہیں سوائے جمعہ اور صبح کے کہ اس میں اذان سے پہلے پڑھتے ہیں اور مغرب میں وقت کی تنگی کی وجہ سے بالکل نہیں پڑھتے۔ صحیح یہ ہے کہ بدعت حسنہ ہے پڑھنے والے کو اچھی نیت کرنے سے اجر ملے گا۔"

مذکورہ بالا عبارتوں سے معلوم ہوا کہ حسنِ نیت سے پڑھنے والوں کو اجر ملے گا۔

ایک شبہ کا ازالہ

بعض لوگ اذان کے بعد بلند آواز سے درود شریف پڑھنے کو منع کرنے کے لئے ملا علی قاری علیہ الرحمۃ کی یہ عبارت پیش کرتے ہیں جو اُن کو سود مند نہیں ہے۔

فَمَا یَفْعَلُہُ الْمُؤَذِّنُوْنَ الْاٰنَ عَقْبَ الْاَذَانِ مِنَ الْاِعْلَانِ بِالصَّلٰوۃِ وَالسَّلَامِ مِرَارًا اَصْلُہٗ سُنَّۃٌ وَالْکَیْفِیَّۃُ بِدْعَۃٌ لِاَنَّ رَفْعَ الصَّوْتِ فِی الْمَسْجِدِ وَلَوْ بِالذِّکْرِ فِیْہِ کَرَاھَۃٌ سِیَّمَا فِی الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ لِتَشْوِیْشِہٖ عَلَی الطَّائِفِیْنَ وَالْمُصَلِّیْنَ وَالْمُعْتَکِفِیْنَ [1]

" آج کل مؤذنین اذان کے بعد صلوٰۃ وسلام کے ساتھ بار بار اعلان کرتے ہیں اس کی اصل سنت ہے اور کیفیت بدعت ہے کیونکہ مسجد میں بلند آواز مکروہ ہے اگرچہ ذکر کے ساتھ ہو بالخصوص مسجد حرام میں کیونکہ رفع صوت سے طواف کرنے والوں نمازیوں اور

---

[1] ملا علی قاری مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ص ۱۶۱ ج ۲

اعتکاف والوں کے خشوع میں فرق آئے گا۔"

یہ عبارت مانعینِ درود شریف کے لئے فائدہ مند نہیں ہے بلکہ اس سے ہمارا موقف ثابت ہوتا ہے کیونکہ کراہت کی وجہ ملا علی قاری علیہ الرحمۃ نمازیوں کی نماز میں خلل بیان فرما رہے ہیں اور مروّجہ درود شریف پڑھنے کے وقت مسجد میں کوئی نمازی نہیں ہوتا اور اگر ہو بھی تو نماز نہیں ادا کرتا۔ نیز ملا علی قاری جس صلوۃ و سلام کے متعلق فرما رہے ہیں اس سے وہ صلوٰۃ و سلام مراد ہے جو بطورِ تثویب یعنی اذان کے کچھ وقفہ کے بعد نمازیوں کو خبرداری کے لئے پڑھا جاتا ہے اور اگر بطورِ تثویب بھی ہو تب بھی راجح قول یہی ہے کہ تثویب مستحب ہے۔

لیکن ہمارے ہاں بطورِ تثویب نہیں پڑھا جاتا بلکہ حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق بطورِ حصولِ ثواب پڑھا جاتا ہے۔

تمت بالخیر۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّہِمْ۔

انسان فطرتاً اپنے مقاصد کی تکمیل کے لئے سینکڑوں قسم کی تدبیریں کرتا ہے اور ان کے لئے بڑی بڑی تکالیف بھی اٹھاتا ہے اور خرچ بھی کرتا ہے پھر بعض اوقات وہ تدبیریں اُلٹی پڑکر نقصان بھی دے جاتی ہے۔

ہر مقصد کے حصول کی ایک اعلیٰ تدبیر خود حق تعالیٰ نے انسان کو سکھلائی ہے جو سو فیصد کامیاب ہے اور کبھی نقصان نہیں دیتی وہ یہ ہے۔ ارشادِ باری ہے (اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ) "مجھ سے دعا کرو میں تمہارا کام پورا کر دوں گا۔" اس لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا (کہ) جس کو اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنے کی توفیق مل گئی تو یہ اس کی مراد پورا ہونے کی علامت ہے لیکن دعا کے لئے کچھ آداب و شرائط ہیں

اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے بغیر کسی شرط کے بھی کسی کی دعاء کو قبول فرمالے تو وہ مالک ہے مگر قانون یہی ہے کہ انسان بغیر آداب و شرائط کے قبولیتِ دعا کا مستحق نہیں ہوتا۔ اس لئے بندۂ ناچیز نے یہ ضروری سمجھا کہ فائدہ عامہ کے لئے چند سطور پر مبنی دعا کے آداب و شرائط اور اوقات قلمبند کروں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں ہر وقت دعا کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

فقط : اظہار اللہ

دعا سے زیادہ عزت والی کوئی چیز نہیں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَیْسَ بِشَیْءٍ اَکْرَمُ عَلَی اللّٰہِ مِنَ الدُّعَاءِ [۱]

"اللہ تعالیٰ کے دربار میں کوئی شے دعا سے زیادہ عزت والی نہیں"

دعا سے تقدیر بدل جاتی ہے

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَرُدُّ الْقَضَاءَ اِلَّا الدُّعَاءُ [۲]

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "دعا" "قضا" (تقدیر معلق) کو رد کرتی ہے" یعنی انسان کی تقدیر دعا سے بدل جاتی ہے۔

راحت میں دعاء کی کثرت

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ سَرَّہٗ اَنْ یَّسْتَجِیْبَ اللّٰہُ لَہٗ عِنْدَ الشَّدَائِدِ وَالْکُرَبِ فَلْیُکْثِرِ فِی الرَّخَاءِ [۳]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو یہ چاہتا ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کی دعا کو مصیبت

---

[۱] ابوعیسیٰ ترمذی ترمذی شریف جلد ۲ ص ۱۹۵

[۲] " " " " ۱۹۶

[۳] " " " " ۱۹۶

اور تکلیف میں قبول کرے اسے چاہیئے کہ حالتِ راحت میں دعا کی کثرت کرے"

دعا سے مصیبتیں دور ہوتی ہیں

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الدُّعَاءَ یَنْفَعُ مِمَّا نَزَلَ وَمِمَّا لَمْ یَنْزِلْ فَعَلَیْکُمْ عِبَادَ اللّٰہِ بِالدُّعَاءِ [1]

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "دعا نازل شدہ مصیبت کو دور کرنے کے لئے بھی اور جو مصیبت نازل نہیں ہوئی اسے رد کرنے کے لئے بھی مفید ہے تم پر اے اللہ کے بندو! دعا لازم ہے"

دعا نہ مانگنے والے سے اللہ ناراض ہوتا ہے

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ مَنْ لَّمْ یَسْئَلِ اللّٰہَ یَغْضِبْ عَلَیْہِ [2]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں "جو شخص اللہ سے سوال نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہوتا ہے"

دعا سے روگردانی کرنے والا جہنمی ہے

عَنْ نُعْمَانَ بْنِ بَشِیْرٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ

---

[1] ابو عیسیٰ ترمذی — ترمذی شریف — جلد ۲ — ص ۲۱۷

[2] " — " — " — " ۱۹۶

اَلدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ ثُمَّ قَرَأَ وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِیْنَ [1]

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "دعا ہی عبادت ہے پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن پاک کی یہ آیت تلاوت فرمائی (ترجمہ) تمہارا رب فرماتا ہے مجھ سے دعا مانگو میں دعا قبول کروں گا جو لوگ میری عبادت سے روگردانی کرتے ہیں عنقریب جہنم میں ذلیل ہو کر داخل ہوں گے"۔

اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کو عبادت قرار دیا اور عبادت سے روگردانی کی سزا جہنم بتائی تو دعا سے منع کرنے والے کی سزا ضرور جہنم ہو گی۔

اجتماعی دعا کی فضیلت

اجتماع میں دعا کی قبولیت یقینی ہوتی ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُبَیْرَةَ عَنْ حَبِیْبِ الْفِهْرِیْ وَكَانَ مُسْتَجَابًا اَنَّهٗ اُمِّرَ عَلٰی جَیْشٍ فَمَا لَقِیَ قَالَ لِلنَّاسِ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا یَجْتَمِعُ مَلَاءٌ فَیَدْعُوْا بَعْضُهُمْ وَیُؤَمِّنَ سَائِرُهُمْ اِلَّا اَجَابَهُمُ اللّٰهُ رَوَاهُ الطَّبْرَانِیْ وَقَالَ رِجَالُهٗ صَحِیْحٌ [2]

حضرت ابو ہبیرہ رضی اللہ عنہ حضرت حبیب ابن فہری سے روایت کرتے ہیں اور حضرت ابن فہری مستجاب الدعوات تھے انہیں ایک

---

[1] ابو عیسیٰ ترمذی　ترمذی شریف　جلد ۲　ص ۱۹۵

[2] حافظ نور الدین ابو بکر ہیثمی　مجمع الزوائد　جلد ۱۰　ص ۱۷۰

لشکر پر امیر مقرر کیا گیا جب آپ لوگوں سے ملے تو فرمایا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کچھ لوگ اکٹھے ہوں اور ان میں سے بعض دعا مانگیں اور باقی سارے ان کی دعاء پر آمین کہیں تو اللہ تعالےٰ ان کی دعا قبول فرماتا ہے "

حصن حصین میں علامہ جزری اور احکام دعا میں مفتی شفیع لکھتے ہیں :۔

اَلدُّعَاءُ عِنْدَ اِجْتِمَاعِ الْمُسْلِمِیْنَ مُسْتَجَابٌ [۱]

" مسلمانوں کے اجتماع کے وقت دعا قبول ہوتی ہے " جیسے بخاری مسلم اور ترمذی کی روایت میں ہے ۔

اجتماع میں قبولیتِ دعا یقینی ہوتی ہے

امام فخرالدین رازی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :۔

اَنَّہٗ تَعَالٰی حَکٰی عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ ھٰذِہِ الْاَدْعِیَۃِ بِصِیْغَۃِ الْجَمْعِ بِاَنَّھُمْ قَالُوْا (لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِیْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَیْنَا اِصْرًا کَمَا حَمَلْتَہٗ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَۃَ لَنَا) فَمَا الْفَائِدَۃُ فِیْ ھٰذِہِ الْجَمْعِیَّۃِ وَقْتَ الدُّعَاءِ وَالْجَوَابُ الْمَقْصُوْدُ مِنْہُ بَیَانُ اَنَّ قَبُوْلَ الدُّعَاءِ عِنْدَ الْاِجْتِمَاعِ اَکْمَلُ وَذَالِکَ لِاَنَّ لِلْھِمَمِ تَاثِیْرَاتٌ فَاِذَا اجْتَمَعَتِ الْاَرْوَاحُ وَالدَّوَاعِیْ عَلٰی شَیْءٍ وَّاحِدٍ کَانَ حُصُوْلُہٗ اَکْمَلُ [۲]

امام رازی علیہ الرحمۃ ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں :۔

---

[۱] علامہ جزری حصن حصین (اردو) ضیاء القرآن پبلیکیشنز ، لاہور

[۲] امام فخرالدین رازی تفسیر کبیر جلد ۷ ص ۱۶۰

سوال :۔ اللہ تعالیٰ نے مؤمنین کی دعاؤں کو جمع کے صیغوں کے ساتھ بیان فرمایا (کہ مؤمنین نے کہا) (ترجمہ) "اے ہمارے رب ہمیں نہ پکڑ اگر ہم بھولیں یا غلطی کریں۔ اے ہمارے رب ہم پر بھاری بوجھ نہ رکھ جس طرح تو نے ہم سے اگلوں پر رکھا ہے اے ہمارے رب ہم پر وہ بوجھ نہ رکھ جس کی ہمیں طاقت نہیں ہے" تو دعا کے وقت جمع کے صیغوں کو لانے کی کیا ضرورت تھی ؟

جواب :۔ جمع کے صیغوں کو لانے سے مقصد یہ ہے کہ اجتماع کے وقت دعا کی قبولیت یقینی ہوتی ہے اس لئے کہ ارادوں کے لئے مختلف تاثیرات ہوتی ہیں اور جب روحیں اور دواعی ایک چیز پر جمع ہو جائیں تو اس شے کا حصول یقینی ہوتا ہے۔

امام رازی علیہ الرحمۃ اور علامہ اسماعیل حقی فرماتے ہیں :۔

إِذَا اجْتَمَعَ النَّاسُ فِي الدُّعَاءِ كَانَ إِلَى الْإِجَابَةِ أَقْرَبُ فَإِنَّهُ لَا بُدَّ أَنْ يَكُونَ فِي الْمُسْلِمِينَ مَنْ يَسْتَحِقُّ الْإِجَابَةَ فَإِذَا أَجَابَ اللّٰهُ دُعَاءَ الْبَعْضِ فَهُوَ أَكْرَمُ أَنْ يَرُدَّ عَلَى الْبَاقِيْ [1]

"جب لوگ دعا کے لئے جمع ہو جائیں تو یہ دعا قبولیت کے نزدیک تر ہوتی ہے کیونکہ مسلمانوں میں بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کی دعا مقبول ہوتی ہے جب بعض لوگوں کی دعا قبول ہو گئی تو اللہ تعالےٰ کریم ذات ہے باقیوں کی بھی قبول فرمائے گا"

امام برہان الدین مرغینانی فرماتے ہیں :۔

وَالْإِجَابَةُ فِي الْجَمْعِ أَرْجَىٰ [2]

---

[1] امام رازی تفسیر کبیر جلد اول ص ۲۵۷

[2] برہان الدین مرغینانی ہدایہ جلد اول ص ۲۴۴

"اجتماع میں دعا کی قبولیت کی زیادہ امید کی جاتی ہے"

تکرارِ دعا

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں :-

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُلِحِّیْنَ فِی الدُّعَاءِ [1]

"اللہ تعالیٰ بار بار دعا مانگنے والے کو پسند فرماتا ہے"

بَابُ تَکْرَارِ الدُّعَاءِ علامہ بدر الدین عینی شرح میں فرماتے ہیں :-

اَیْ ھٰذَا بَابٌ فِیْ بَیَانِ تَکْرِیْرِ الدُّعَاءِ وَھُوَ اَنْ یَّدْعُوَا بِدُعَاءٍ مَرَّۃً بَعْدَ اُخْرٰی وَفِیْ تَکْرِیْرِہٖ اِظْھَارُ الْمَوْضِعِ الْفَقْرِ وَالْحَاجَۃِ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی عَزَّوَجَلَّ وَالتَّذَلُّلُ وَالْخُضُوْعُ لَہٗ [2]

یعنی یہ باب تکرارِ دعا کے بیان میں ہے اور تکرارِ دعا یہ ہے کہ ایک دفعہ دعا مانگنے کے بعد دوبارہ دعا کی جائے بار بار دعا مانگنے میں اللہ تعالیٰ کے دربار میں احتیاجی اور حاجت اور بارگاہِ الٰہی میں عاجزی اور انکساری کا اظہار ہوتا ہے ۔

کم از کم تین دفعہ دعا مانگی جائے

جیسے امام ابوداؤد اور نسائی نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یُعْجِبُہٗ اَنْ یَّدْعُوَا

[1] ابن حجر عسقلانی فتح الباری ج ۱۱ ص ۹۷ مرقاۃ جلد ۵ ص ۳۹

[2] علامہ بدر الدین عینی عینی شرح بخاری ج ۱۰ ص ۵۶۶

ثَلَاثًا وَيَسْتَغْفِرَ ثَلَاثًا [1]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تین دفعہ دعا کرنا اور تین بار استغفار کرنا پسند تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تین دفعہ دعا کرتے۔

جیسے مسلم شریف میں ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :۔

فَرَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَدَیْہِ ثُمَّ قَالَ اَللّٰھُمَّ اَغِثْنَا اَللّٰھُمَّ اَغِثْنَا اَللّٰھُمَّ اَغِثْنَا

" اے اللہ ! ہم پر بارانِ رحمت فرما تین دفعہ فرمایا "

امام نووی علیہ الرحمۃ شرح میں فرماتے ہیں :۔

فَفِیْہِ اِسْتِحْبَابُ تَکْرَارِ الدُّعَاءِ ثَلَاثًا [2]

" یہ حدیث مبارک تین دفعہ دعا کرنے کے استحباب پر دلیل ہے "

اسی طرح مسلم شریف میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے :۔

حَتّٰی جَاءَ الْبَقِیْعَ فَقَامَ فَاَطَالَ الْقِیَامَ ثُمَّ رَفَعَ یَدَیْہِ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم جنت البقیع میں تشریف لائے اور آپ نے طویل قیام فرمایا پھر آپ نے ہاتھ اٹھا کر تین دفعہ دعا مانگی ۔

امام نووی علیہ الرحمۃ شرح میں فرماتے ہیں :۔

فِیْہِ اِسْتِحْبَابُ اِطَالَۃِ الدُّعَاءِ وَ تَکْرِیْرِہٖ وَرَفْعِ الْیَدَیْنِ [3]

یہ حدیث طویل دعا مانگنے ، تین دفعہ دعا کرنے اور ہاتھ اٹھانے پر دلیل ہے ۔

---

[1] سلیمان ابن اشعث ابوداؤد شریف جلد ۱ ص ۲۱۳

[2] مسلم بن حجاج مع نووی صحیح مسلم مع شرح نووی جلد ۱ ص ۲۹۳

[3] امام محی الدین نووی شرح مسلم جلد ۱ ص ۳۱۳

علامہ سید احمد طحطاوی فرماتے ہیں :-

وَيَنْبَغِيْ اَنْ يُلِحَّ فِي الدُّعَاءِ مَرَّةً بَعْدَ اُخْرٰى وَقْتًا بَعْدَ وَقْتٍ وَاَنْ يُكَرِّرَهٗ ثَلَاثًا [۱]

" اور نمازی کے لئے مناسب ہے کہ بار بار دعا مانگے ایک دفعہ مانگنے کے بعد دوبارہ مانگے اور کم از کم تین دفعہ دعا کا تکرار کرے "

مفتی محمد شفیع لکھتے ہیں :-

" ادب ۲۷ دعا میں تکرار کرنا یعنی بار بار دعا کرنا (بخاری و مسلم)

اور کم از کم مرتبہ تکرار کا تین مرتبہ ہے۔ (ابوداؤد ابن سنی)

ف) ایک ہی مجلس میں تین مرتبہ دعا کو مکرر کرے یا تین مجلسوں میں تکرار دونوں طرح تکرارِ دعا صادق ہے۔

منیہ میں لکھتے ہیں :

" لیکن یہ تکرار انفراداً ہو یا جماعت کے ساتھ [۲]

آدابِ دعا

دعا کے آداب میں سے یہ بھی ہے کہ دعا کرنے سے پہلے اور اختتام پر درود شریف پڑھا جائے۔ شفاء شریف میں ہے :-

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَجْعَلُوْنِيْ كَقَدَحِ الرَّاكِبِ فَاِنَّ الرَّاكِبَ يَمْلَاُ قَدَحَهٗ ثُمَّ يَضَعُهٗ وَيَرْفَعُ مَتَاعَهٗ فَاِنِ احْتَاجَ اِلٰى شَرَابٍ شَرِبَهٗ اَوْ

---

[۱] سید احمد طحطاوی طحطاوی علی مراقی الفلاح ص ۱۷۳

[۲] مفتی شفیع دیوبندی احکام دعا ص ۵۹

اَلْوُضُوْءَ تَوَضَّأَ وَاِلَّا هَرَاقَهٗ وَلٰكِنِ اجْعَلُوْنِيْ فِيْ اَوَّلِ الدُّعَاءِ وَاَوْسَطِهٖ وَاٰخِرِهٖ [1]

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا : مجھے سوار کا برتن نہ بناؤ کہ وہ اپنے برتن کو بھر لیتا ہے پھر اپنے پاس رکھ لیتا ہے اور اپنے سامان کو سواری پر لاد لیتا ہے اگر اسے اس برتن سے پینے کے لئے یا وضو کرنے کے لئے ضرورت پڑے تو پی لیتا ہے یا وضو کر لیتا ہے ورنہ پانی کو بہا دیتا ہے ۔ بلکہ دعا کے شروع ، درمیان اور آخر میں میرا ذکر کرو ۔

اسی طرح اسی حدیث کو امام بیہقی بزار اور ابو یعلی نے بھی روایت کیا ۔

درود شریف کے بغیر دعا مقبول نہیں ہوتی

امام ترمذی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں :۔

قَالَ اَلدُّعَاءُ مَوْقُوْفٌ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ لَا يَصْعَدُ مِنْهُ شَيْءٌ حَتّٰى تُصَلِّيَ عَلٰى نَبِيِّكَ [2]

" حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں دعا زمین اور آسمان کے درمیان موقوف ہوتی ہے اور یہ دعا قبول نہیں ہوتی جب تک تو (اے مخاطب) اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ پڑھے ۔"

درود شریف کے ساتھ دعا قبول ہوتی ہے

قاضی عیاض علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں :۔

---

[1] قاضی عیاض شفاء مع نسیم الریاض جلد ۳ ص ۵۹ء

[2] ابو عیسیٰ ترمذی ترمذی شریف جلد ۱ ص ۹۶

وَفِی الْحَدِیْثِ اَلدُّعَاءُ بَیْنَ الصَّلٰوتَیْنِ عَلٰی لَایُرَدُّ فَاِذَا جَاءَتِ الصَّلٰوۃُ صَعِدَ الدُّعَاءُ [1]

"حدیث شریف میں ہے وہ دعا جو دو درودوں کے درمیان مانگی جائے وہ مردود نہیں ہوتی جب کوئی مجھ پر درود پڑھتا ہے تو دعا قبول ہو جاتی ہے"

یعنی وہ دعا جس کے اول و آخر درود شریف پڑھا جائے وہ دعا ضرور قبول ہوتی ہے۔

درود شریف کے بغیر دعا مانگنا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند نہ تھا

مشکوٰۃ شریف میں ہے :-

عَنْ فُضَالَۃَ قَالَ بَیْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَاعِدٌ اِذْ دَخَلَ رَجُلٌ فَصَلّٰی فَقَالَ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَجَّلْتَ اَیُّھَا الْمُصَلِّیْ اِذَا صَلَّیْتَ فَقَعَدْتَ فَاحْمَدِ اللّٰہَ بِمَا ھُوَ اَھْلُہٗ وَصَلِّ عَلَیَّ ثُمَّ ادْعُہٗ [2]

حضرت فضالہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہمارے درمیان حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے کہ ایک صحابی داخل ہوئے اور نماز پڑھی پھر دعا مانگی اے اللہ مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما تو حضور صلی اللہ

---

[1] قاضی عیاض شفاء مع نسیم الریاض جلد ۳ صفحہ ۴۵۹

[2] شیخ ولی الدین مشکوٰۃ شریف صفحہ ۸۶

علیہ وسلم نے فرمایا اے نمازی تم نے جلدی کی جب تو نماز پڑھ لے پھر بیٹھ جا اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کر اور مجھ پہ درود شریف پڑھ پھر دعا مانگ"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھنے کے بعد درود شریف نہ پڑھنے پر صحابی کو فرمایا تم نے جلدی کی پھر کتنی بہترین ترتیب کی تلقین کی۔ صحابہ کا طریقہ بھی یہی تھا۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ کُنْتُ اُصَلِّیْ وَالنَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَاضِرٌ وَّ اَبُوْ بَکْرٍ وَّ عُمَرُ مَعَہٗ فَلَمَّا جَلَسْتُ بَدَأْتُ بِالثَّنَاءِ عَلَی اللّٰہِ ثُمَّ الصَّلٰوۃِ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ دَعَوْتُ لِنَفْسِیْ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَلْ تُعْطَ سَلْ تُعْطَ [1]

"حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نماز پڑھ رہا تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم مع ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے موجود تھے جب میں فارغ ہو کر بیٹھ گیا تو میں نے اوّلاً اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا پھر اپنے لئے دعا مانگی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب سوال کر تیرا سوال قبول ہوگا"

یہ دونوں حدیثیں (ارشاد نبوی اور عمل صحابی) جس بہترین ترتیب پر دلالت کرتی ہیں اس پر اہلسنت وجماعت کا عمل ہے کہ پہلے نماز پھر اللہ کا ذکر پھر درود شریف پھر دعا۔

---

[1] شیخ ولی الدین — مشکوۃ شریف — صفحہ ۸۶

دُعا اور وسیلہ

آدابِ دعا میں سے ہے کہ وسیلہ پیش کر کے دعا مانگی جائے۔ چنانچہ مشکوٰۃ شریف میں ہے:

عَنْ فُضَالَۃَ قَالَ بَیْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَاعِدٌ اِذْ دَخَلَ رَجُلٌ فَصَلّٰی فَقَالَ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَ ارْحَمْنِیْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَجَّلْتَ اَیُّھَا الْمُصَلِّیْ اِذَا صَلَّیْتَ فَاحْمَدِ اللّٰہَ بِمَا ھُوَ اَھْلُہٗ وَصَلِّ عَلَیَّ ثُمَّ ادْعُہٗ [۱]

"حضرت فضالہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ و سلم ہمارے درمیان تشریف فرما تھے کہ ایک صحابی داخل ہو گئے اور نماز پڑھی پھر دعا مانگی۔ اے اللہ مجھے معاف فرما اور مجھ پر رحم کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے جلدی کی جب تو نماز ادا کرے پھر اللہ کی حمد و ثنا کر اور مجھ پر درود شریف پڑھ پھر دعا مانگ۔"

ملا علی قاری شرح میں فرماتے ہیں:۔

فِیْہِ دَلَالَۃٌ عَلٰی اَنَّ مِنْ حَقِّ السَّائِلِ اَنْ یَّتَقَرَّبَ اِلَی الْمَسْئُوْلِ مِنْہُ بِالْوَسَائِلِ قَبْلَ طَلَبِ الْحَاجَۃِ بِمَا یُوْجِبُ الزُّلْفٰی عِنْدَہٗ وَیَتَوَسَّلُ بِشَفِیْعٍ بَیْنَ یَدَیْہِ لِیَکُوْنَ اَطْمَعَ فِی الْاِسْعَافِ وَاَرْجٰی بِالْاِجَابَۃِ فَمَنْ عَرَضَ السُّؤَالَ قَبْلَ الْوَسِیْلَۃِ فَقَدِ اسْتَعْجَلَ [۲]

---

[۱] شیخ ولی الدین مشکوٰۃ شریف صفحہ ۸۶

[۲] ملا علی قاری مرقاۃ شرح مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۴۴۳

یہ حدیث اس بات پر دلیل ہے کہ سائل کا یہ حق ہے کہ وہ حاجت طلب کرنے سے پہلے جس سے سوال کرتا ہے اس کا قرب (نزدیکی) وسیلہ کے ذریعہ سے حاصل کرے جو اللہ کے دربار میں نزدیکی کا سبب بنے۔ اور پھر اللہ کے سامنے کسی شفیع کا وسیلہ پیش کرے تاکہ حاجت پوری ہونے کا زیادہ طمع اور مقبول ہونے کی امید ہو۔" حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد فقلا استعجلت (تم نے جلدی کی) کا مطلب یہی ہے کہ تم نے وسیلہ پیش کرنے سے پہلے دعا کی۔

اس حدیث سے مندرجہ ذیل مسائل معلوم ہوتے ہیں:۔

۱۔ دعا سے پہلے کسی اچھے کام کا کرنا

۲۔ نماز سے فراغت کے بعد ذکر اللہ میں مشغول ہونا

۳۔ دعا سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف کا پڑھنا۔

۴۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے دعا کرنا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم وسیلۂ عظمیٰ ہیں

علامہ صاوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:۔

اِنَّهُ الْوَاسِطَةُ الْعُظْمٰى فِىْ كُلِّ نِعْمَةٍ فَتَجِبُ مُلَاحَظَتُهُ فِىْ كُلِّ عَمَلٍ لِلّٰهِ لِاَنَّ اللّٰهَ تَعَبَّدَنَا بِالتَّوَسُّلِ بِهٖ قَالَ اللّٰهُ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِىْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ فَمَنْ زَعَمَ اَنَّهُ لَيَصِلُ اِلٰى رِضَاءِ اللّٰهِ بِدُوْنِ اِتِّخَاذِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسِطَةً وَوَسِيْلَةً بَيْنَهُ وَبَيْنَ اللّٰهِ ضَلَّ سَعْيُهُ وَخَابَ رَائِيُهُ [1]

---

[1] علامہ احمد صاوی مالکی تفسیر صاوی جلد ۳ صفحہ ۱۳۱

کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر نعمت کے حصول میں نعمتِ عظمیٰ ہیں پس ہر اس عمل میں جو اللہ کے لئے کیا جاتا ہے آپ کا لحاظ واجب ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے واسطہ سے ہمیں بندگی عطا کی ہے چنانچہ ارشادِ باری ہے

"اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں سے فرمادو۔ اگر تم اللہ سے محبت کرنا چاہتے ہو تو پہلے میری تابعداری کرو تو پھر اللہ تعالیٰ تمہیں محبوب بنائے گا"۔ پس اگر کسی کا یہ گمان ہو کہ وہ اللہ کی رضاء کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر حاصل کرے گا تو اس کی یہ کوشش اور رائے گمراہی اور رسوائی کا سبب ہے۔

علامہ جزری حصن حصین آدابِ دعا میں فرماتے ہیں :۔

وَاَنْ یَّتَوَسَّلَ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی بِاَنْبِیَائِہٖ وَالصَّالِحِیْنَ مِنْ عِبَادِہٖ [1]

"یعنی توسل حاصل کرے اللہ تعالیٰ کی طرف اس کے انبیاء کرام کے ساتھ جیسے بخاری مسند اور حاکم کی روایت میں ہے اور اللہ کے نیک بندوں کے ساتھ جیسے بخاری شریف میں ہے"۔

مفتی محمد شفیع کی احکامِ دعا کے صفحہ ۵۸ پر بھی اسی طرح ہے۔

دعا کے لئے کوئی وقت معیّن نہیں

قرآن پاک میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے :۔

وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ۔ اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ۔ [2]

---

[1] علامہ جزری حصن حصین (اردو) ص ۲۸ ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور

[2] سورۂ بقرہ آیت ۱۸۶

"جب میرے بندے میرے متعلق آپ سے سوال کریں تو میں قریب ہوں۔ میں دعا کرنے والے کی دعا کو قبول کرتا ہوں جب بھی مجھے پکارے"

امام رازی علیہ الرحمۃ اس آیت کے شان نزول میں لکھتے ہیں:۔

قَالَ عَطَاءٌ وَغَيْرُهُ اِنَّهُمْ سَأَلُوْهُ فِيْ اَيِّ سَاعَةٍ نَدْعُوا اللّٰهَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ هٰذِهِ الْاٰيَةَ [1]

"حضرت عطاء اور دیگر مفسرین کرام فرماتے ہیں صحابہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ ہم کونسے وقت میں اللہ سے دعا کریں تو اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی"

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اعلان عام فرمایا ہے کہ جب بھی میرا بندہ مجھ سے دعا کرے گا میں اس دعا کو قبول کروں گا۔ اس میں یہ قید نہیں ہے کہ باقی تمام اوقات میں بعد نماز جنازہ کا وقت اور سنتوں کے بعد کا وقت بھی شامل ہے۔

قبولیتِ دعا کے اوقات

قبولیت دعا کے اوقات میں سے بہترین وقت نماز کا وقت ہے کہ نماز پڑھنے کے بعد دعا مانگی جائے۔ جیسے ارشادِ باری تعالیٰ ہے:۔

فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ وَاِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ [2]

"جب آپ نماز سے فارغ ہو جائیں تو خضوع اور خشوع کے ساتھ دعا میں مشغول ہو جائیں"

---

[1] امام فخرالدین رازی تفسیر کبیر جلد ۵ صفحہ ۱۰۳

[2] ابن جریر طبری تفسیر ابن جریر طبری جلد ۳۰ صفحہ ۱۵۱

علامہ ابن جریر طبری نے حضرت ابن عباس سے اس کا یہی مفہوم نقل کیا ہے :۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّہٗ قَالَ اَیْ اِذَا فَرَغْتَ مِنَ الصَّلٰوۃِ فَانْصَبْ فِی الدُّعَاءِ ؎۱

"یعنی جب آپ نماز ادا کرنے سے فارغ ہو جائیں تو بڑے خشوع اور خضوع کے ساتھ دعا میں مشغول ہو جائیں "

امام فخر الدین رازی اسی آیت کے تحت فرماتے ہیں :۔

قال قتادۃ و الضحاک و مقاتل فاذا فرغت من الصلوۃ المکتوبۃ فانصب الی ربک فی الدعاء ؎۲

" امام قتادہ ضحاک اور امام مقاتل فرماتے ہیں جب آپ فرض نماز سے فارغ ہوں تو اپنے رب کے حضور دعا میں مصروف ہو جائیں"

قاضی ثناء اللہ لکھتے ہیں :۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَ قَتَادَۃُ وَالضَّحَّاکُ وَمُقَاتِلُ وَالْکَلْبِیُّ اِذَا فَرَغْتَ مِنَ الصَّلٰوۃِ الْمَکْتُوْبَۃِ اَوْمُطْلَقِ الصَّلٰوۃِ فَانْصَبْ اِلٰی رَبِّکَ فِی الدُّعَاءِ ؎۳

"حضرت عبد اللہ ابن عباس اور امام قتادہ امام ضحاک امام مقاتل اور کلبی فرماتے ہیں جب تم فرض نماز سے یا کسی نماز سے فارغ ہو جاؤ تو دعا کے لئے اپنے رب کی طرف رجوع کرو "

؎۱ ابن جریر طبری — تفسیر ابن جریر طبری ج ۳۰ ص ۱۵۱

؎۲ امام فخر الدین رازی — تفسیر کبیر جلد ۳۲ صفحہ ۷

؎۳ قاضی ثناء اللہ — تفسیر مظہری جلد ۱۰ صفحہ ۲۹۴

نماز کے بعد دعا ضرور قبول ہوتی ہے

عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ قَالَ قِیْلَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَیُّ الدُّعَاءِ اَسْمَعُ قَالَ جَوْفَ اللَّیْلِ الْاٰخِرِ وَدُبُرَ الْمَکْتُوْبَاتِ رواہ الترمذی[1]

"حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی صحابی نے پوچھا کس وقت دعا زیادہ مقبول ہوتی ہے فرمایا رات کے آخری حصہ میں (یعنی سحری کے وقت) اور فرض نمازوں کے بعد دعا قبول ہوتی ہے۔"

شاہ عبدالحق محدث دہلوی شرح میں فرماتے ہیں:-

ظاہر عبارت متصل فرض است واگر بعد از رواتب باشد امید است کہ ہمیں حکم داشتہ باشد[2]

"ظاہر عبارت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ فرض نماز کے متصل بعد دعا قبول ہوتی ہے اگر سنتوں کے بعد مانگی جائے تو امید ہے کہ یہی حکم ہوگا یعنی سنتوں کے بعد دعا قبول ہوگی۔"

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت

عَنْ مُعَاذِ ابْنِ جَبَلٍ قَالَ اَخَذَ بِیَدِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنِّیْ اُحِبُّکَ یَا مُعَاذُ فَقُلْتُ وَاَنَا اُحِبُّکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ فَلَا تَدَعْ اَنْ تَقُوْلَ فِیْ دُبُرِ کُلِّ صَلٰوۃٍ رَبِّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِكَ وَشُکْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ

---

[1] شیخ ولی الدین مشکوۃ شریف ص ۸۹

[2] شاہ عبدالحق محدث دہلوی اشعۃ اللمعات ج اول صفحہ ۴۲۲

رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالنَّسَائِیُ ؎۱

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا اے معاذ! میں تم سے محبت کرتا ہوں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں بھی آپ سے محبت کرتا ہوں تو آپ نے ارشاد فرمایا اے معاذ! اس دعا کو کسی نماز کے بعد ترک نہ کرنا۔

(ترجمہ دعا) اے اللہ اپنے ذکر، شکر اور عبادت پر میری مدد فرما"

عَنْ عُثْمَانَ بْنَ حَنِیْفٍ اِنَّ اَعْمٰی قَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اُدْعُ اللّٰہَ لِیْ اَنْ یَکْشِفَ عَنْ بَصَرِیْ فَقَالَ اِنْطَلِقْ فَتَوَضَّأْ ثُمَّ صَلِّ رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ قُلْ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ وَاَتَوَجَّہُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّکَ نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ یَامُحَمَّدُ اِنِّیْ اَتَوَجَّہُ بِکَ اِلٰی رَبِّکَ اَنْ یَکْشِفَ عَنْ بَصَرِیْ اَللّٰھُمَّ شَفِّعْہُ فِیَّ ؎۲

"حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک نابینا نے بارگاہِ نبوی میں عرض کیا یا رسول اللہ! میرے لئے دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ میری بینائی واپس کر دے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جا وضو کر اور دو رکعت نماز پڑھ پھر یہ دعا مانگ۔ اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیرے نبی کے وسیلہ سے تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں جو نبی رحمت ہیں۔ یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کے وسیلہ سے آپ کے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں کہ میری بینائی لوٹا دے۔ اے اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سفارش کو میرے حق میں قبول فرما۔

؎۱ امام احمد بن حنبل ، مسند امام احمد بن حنبل جلد ۵ صفحہ ۲۴۷

؎۲ علامہ شہاب الدین نسیم الریاض جلد ۳ صفحہ ۱۰۶

علامہ شہاب الدین خفاجی شرح میں فرماتے ہیں :-

وَيَسْتَحِبُّ اَنْ يُّصَلِّيَ قَبْلَ الدُّعَاءِ تَقَرُّبًا اِلَى اللّٰهِ وَمِنْهُ عِلِمَ اِسْتِحْبَابَ الدُّعَاءِ عَقْبَ الصَّلٰوةِ [1]

" دعا سے پہلے مستحب ہے کہ نماز پڑھی جائے (تاکہ) اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو جائے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نماز کے بعد دعا کا کرنا مستحب ہے "

حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے فوائد :-

١- دعا کرنے سے پہلے نماز کا پڑھنا مستحب ہے۔

٢- نماز کے بعد دعا کرنا مستحب ہے۔

٣- دعا میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ پیش کرنا مستحب ہے۔

اسلوب قرآن پاک

پہلے عبادت ، پھر ذکر ، پھر دُعا۔

امام فخر الدین رازی فرماتے ہیں :-

اِعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ بَيَّنَ اَوَّلًا تَفْصِيْلَ مَنَاسِكِ الْحَجِّ ثُمَّ اَمَرَ بَعْدَهَا بِالذِّكْرِ فَقَالَ (فَاِذَا اَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفَاتٍ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ وَاذْكُرُوْهُ كَمَا هَدَاكُمْ) ثُمَّ بَيَّنَ اَنَّ الْاَوْلٰى اَنْ يَّتْرُكَ ذِكْرَ غَيْرِهٖ وَاَنْ يَّقْتَصِدَ عَلٰى ذِكْرِهٖ فَقَالَ (فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَاءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا) ثُمَّ بَيَّنَ بَعْدَ ذٰلِكَ الذِّكْرِ كَيْفِيَّةَ الدُّعَاءِ فَقَالَ (فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا) وَمَا اَحْسَنَ هٰذَا التَّرْتِيْبَ فَاِنَّهٗ لَابُدَّ

---

[1] علامہ شہاب الدین خفاجی ، نسیم الریاض ...

مِنْ تَقْدِيْمِ الْعِبَادَةِ لِكَسْرِ النَّفْسِ وَاِزَالَةِ ظُلُمَاتِهَا ثُمَّ بَعْدَ الْعِبَادَةِ لَابُدَّ مِنَ الْاِشْتِغَالِ بِذِكْرِ اللّٰهِ تَعَالٰی لِتَنْوِيْرِ الْقَلْبِ بِتَجَلِّی نُوْرِ جَلَالِهٖ ثُمَّ بَعْدَ الذِّكْرِ يَشْتَغِلُ الرَّجُلُ بِالدُّعَاءِ فَاِنَّ الدُّعَاءَ اِنَّمَا يَكْمُلُ اِذَا كَانَ مَسْبُوْقًا بِالذِّكْرِ كَمَا حُكِيَ عَنْ اِبْرٰهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَنَّهٗ قَدَّمَ الذِّكْرَ فَقَالَ (اَلَّذِیْ خَلَقَنِیْ فَهُوَ يَهْدِيْنِ) ثُمَّ قَالَ رَبِّ هَبْ لِیْ حُكْمًا وَّ اَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِيْنَ[1]

" اللہ تعالیٰ نے اوّلاً حج کے مناسک تفصیلاً بیان فرما دیئے پھر اس کے بعد ذکر کا حکم دیا (جیسے ارشادِ باری تعالیٰ ہے) جب تم عرفات سے پلٹو تو اللہ تعالیٰ کو یاد کرو مشعر حرام کے پاس اور اس کا ذکر کرو جس تمہیں ہدایت فرمائی پھر اللہ نے فرمایا کہ بہتر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کا ذکر چھوڑ دیا جائے اور صرف اللہ ہی کا ذکر کیا جائے (جیسے ارشادِ باری ہے) اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو جس طرح تم باپ دادا کا ذکر کیا کرتے تھے بلکہ اس سے زیادہ۔ پھر اللہ نے ذکر کے بعد دعا کا طریقہ بیان فرمادیا (جیسے فرمانِ باری ہے) پس لوگوں میں سے بعض یوں دعا کرتے ہیں اے اللہ ہمیں دنیا میں دے اور ان کے لئے آخرت میں کچھ حصہ نہیں. اور بعض لوگ یوں دعا کرتے ہیں اے ہمارے رب ہمیں دنیا اور آخرت میں بھلائی دے اور ہمیں عذاب دوزخ سے بچا ۔ یہ کتنی بہترین ترتیب ہے کیونکہ عبادت پہلے اس لئے ہونی چاہیئے نفس میں عاجزی ہو اور نفس کی تاریکی کا ازالہ ہو۔ پھر عبادت کے بعد اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ مشغول ہونا چاہیئے تاکہ دل

---

[1] امام فخرالدین رازی تفسیر کبیر ج ۵ ص ۲۰۴

منور ہو اور اللہ کے نور کی تجلی ہو جائے۔ پھر ذکر کے بعد انسان کو چاہیئے
کہ دعا میں مشغول ہو اس لئے کہ دعا کی تکمیل تب ہوتی ہے کہ اس سے
پہلے ذکر ہو جس طرح ابراہیم علیہ السلام کے متعلق قرآن پاک میں ہے
(ترجمہ) وہ ذات جس نے مجھے پیدا کیا اور وہی مجھے ہدایت دے
گا۔ پھر ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی۔ اے میرے رب مجھے علم اور
عمل میں کمال عطا فرما اور مجھے نیک بندوں کے ساتھ ملا۔"

سنتوں کے بعد اجتماعی دعا

تفسیر روح المعانی اور روح البیان میں ہے :۔
وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ (اَىْ فِىْ اَعْقَابِ صَلٰوتِهِمْ اَوْ فِىْ عَامَّةِ
اَوْقَاتِهِمْ) رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ اِنَّ عَذَابَهَا
كَانَ غَرَامًا۔ فَدَلَّتِ الْاٰيَةُ عَلَى الدُّعَاءِ مُطْلَقًا خُصُوْصًا
فِىْ اَعْقَابِ الصَّلٰوةِ وَهُوَ مُخُّ الْعِبَادَاتِ فَلْيَدْعُ الْمُصَلِّىْ
مُفْرِدًا اَوْ فِى الْجَمَاعَةِ اِمَامًا اَوْ كَانَ مَاْمُوْمًا [۱]
"وہ لوگ جو اپنی نمازوں کے بعد یا عام اوقات میں بارگاہِ الٰہی میں
عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب ہم سے جہنم کا عذاب دور فرما دے
بے شک جہنم کا عذاب بڑا ہلاک ہے۔ یہ آیت مطلقاً دعاء پر دلالت
کرتی ہے خصوصاً نماز کے بعد دعا پر اور یہ دعا عبادات کا مغز ہے
پس نمازی کو چاہیئے کہ دعا کرے، انفرادی طور پر ہو یا جماعت میں
امام ہو یا مقتدی۔"
مذکورہ بالا عبارت نمازوں کے بعد اجتماعی دعا کرنے پر صراحتاً دلالت

---

[۱] محمد اسماعیل حقی روح البیان جلد ... صفحہ ...

کرتی ہے۔

نورالایضاح اور اس کی شرح مراقی الفلاح میں ہے :۔

وَيُسْتَحَبُّ اَنْ يَّسْتَقْبِلَ بَعْدَهٗ اَیْ بَعْدَ التَّطَوُّعِ وَعَقْبَ الْفَرْضِ اِنْ لَّمْ يَكُنْ بَعْدَهٗ نَافِلَةٌ يَسْتَقْبِلُ النَّاسَ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ ثَلَاثًا وَيَقْرَءُوْنَ اٰيَةَ الْكُرْسِيِّ وَيَقْرَءُوْنَ الْمُعَوَّذَاتِ وَيُسَبِّحُوْنَ اللّٰهَ ثَلَاثًا وَّثَلٰثِيْنَ وَيَحْمَدُوْنَهٗ كَذَالِكَ وَيُكَبِّرُوْنَهٗ كَذَالِكَ ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ثُمَّ يَدْعُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ وَلِلْمُسْلِمِيْنَ رَافِعِیْ اَيْدِيْهِمْ ثُمَّ يَمْسَحُوْنَ بِهَا وُجُوْهَهُمْ اٰخِرَهٗ [1]

"امام کے لئے مستحب ہے کہ وہ نفلوں کے بعد (یعنی نماز ظہر مغرب اور عشاء میں) اور اس فرض نماز (یعنی صبح اور عصر میں) جس کے بعد نفل نہیں ہے لوگوں کی طرف منہ کرے تین دفعہ اَسْتَغْفِرُاللّٰہ کہیں اور آیتِ کرسی اور قرآن پاک کی آخری سورتیں پڑھیں۔ تینتیس بار سُبْحَانَ اللّٰہ اور اَللّٰہُ اَکْبَرُ پڑھیں۔ پھر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ آخر تک پڑھیں۔ پھر سب اپنے لئے اور تمام مسلمانوں کے لئے دعا کریں اور آخر میں اپنے اپنے چہروں پر ہاتھ پھیر دیں"

مذکورہ بالا عبارت سنتوں کے بعد اجتماعی طریقہ پر اوراد پڑھنے اور اس کے بعد اجتماعی دعا مانگنے پر (جس طرح ہمارے علاقوں میں مروّج ہے صراحتاً دلالت کرتی ہے۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا یہی مذہب ہے۔

علامہ بدرالدین عینی فرماتے ہیں

وَاِذَا اَرَادَ الْاِمَامُ اَنْ يَّتَنَفَّلَ فِی الْمِحْرَابِ وَيُقْبِلُ عَلَی النَّاسِ

---

[1] علامہ حسن شرنبلالی مراقی الفلاح شرح نورالایضاح صفحہ ۱۷۱

لِلذِّكْرِ وَالدُّعَاءِ جَازَ اَنْ يَّنْتَقِلَ كَيْفَ شَاءَ اَمَّا الْاَفْضَلُ فَاَنْ يَّجْعَلَ يَمِيْنَهٗ اِلَيْهِمْ وَيَسَارَهٗ اِلَى الْمِحْرَابِ وَقِيْلَ عَكْسُهٗ وَبِهٖ قَالَ اَبُوْحَنِيْفَةَ [۱]

" جب امام محراب سے منتقل ہو کر ذکر اور دعا کے لئے لوگوں کی طرف رخ کرنا چاہے تو امام کے لئے جائز ہے جس طرف چاہے اپنے چہرہ کو پھیر دے لیکن افضل یہ ہے کہ اپنی دائیں طرف لوگوں کی طرف کر دے اور بائیں طرف محراب کی جانب کر دے اور بعض نے کہا ہے کہ اس کے برعکس کرے۔ اور یہی امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے "

سنتوں کے بعد اجتماعی دعا بدعت نہیں ہے

مولانا انور شاہ کاشمیری لکھتے ہیں :۔

وَاعْلَمْ اَنَّ الْاَدْعِيَةَ بِهٰذِهِ الْهَيْئَةِ الْكَذَائِيَّةِ لَمْ تَثْبُتْ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَثْبُتْ عَنْهُ رَفْعُ الْاَيْدِيْ دُبُرَ الصَّلٰوةِ فِي الدَّعَوَاتِ اِلَّا اَقَلَّ قَلِيْلٍ وَمَعَ ذَالِكَ وَرَدَتْ فِيْهِ تَرْغِيْبَاتٌ قَوْلِيَّةٌ وَالْاَمْرُ فِيْ مِثْلِهٖ اَنْ لَّا يُحْكَمَ عَلَيْهِ بِالْبِدْعَةِ فَهٰذِهِ الْاَدْعِيَةُ فِيْ زَمَانِنَا لَيْسَتْ بِسُنَّةٍ بِمَعْنٰى ثُبُوْتِهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَيْسَتْ بِبِدْعَةٍ بِمَعْنٰى عَدَمِ اَصْلِهَا فِي الدِّيْنِ۔

اس ہیئت کذائیہ (یعنی سنتوں کے بعد اجتماعی شکل) کے ساتھ

---

[۱] علامہ بدرالدین عینی — عینی شرح بخاری جلد — ص ۱۲۲

[۲] انور شاہ کاشمیری — فیض الباری ...

دعا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں اور آپ سے بہت کم فرضوں کے بعد دعا کے لئے ہاتھوں کا اٹھانا ثابت ہے اس کے باوجود دعا کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات وارد ہیں۔ سنتوں کے بعد اس قسم کی اجتماعی دعا پر بدعت کا حکم نہیں لگایا جا سکتا۔ اس دعا کو نہ اس معنی میں سنت کہیں گے کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو اور نہ ہی اس کو اس بدعت سے تعبیر کریں گے جس کی اصل دین میں نہ ہو۔

مولوی اشرف علی نے دعا بعد از سنن کے متعلق ایک رسالہ ”استحباب الدعوات عقیب الصلوات“ تصنیف فرمایا جو ”مسلک السادات الی سبیل الدعوات“، تصنیف کردہ شیخ محمد علی مفتی مالکیہ کا خلاصہ ہے جس میں مذاہب اربعہ (حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی) کے رُو سے دعا بعد از سنن بہیئتِ اجتماعی کے استحباب اور مسنون ہونے کو ثابت کیا۔

مولوی اشرف علی تھانوی وجہ تالیف میں لکھتے ہیں :۔

”بعض بے باک لوگوں نے دعا بعد از سنن کو بدعت کہا ہے“

چنانچہ رقمطراز ہیں :۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ وَبَعْدُ،

فَهٰذَا بَعْضٌ مِنْ اَجْزَاءِ كِتَابِ مَسْلَكِ السَّادَاتِ اِلٰى سَبِيْلِ الدَّعَوَاتِ الَّذِيْ اَلَّفَهُ الْفَاضِلُ الشَّيْخُ مُحَمَّدُ عَلِيِّ بْنُ الْمَرْحُوْمِ الشَّيْخِ حُسَيْنٍ مُفْتِي الْمَالِكِيَّةِ سَابِقًا فِيْ تَحْقِيْقِ اَحْكَامِ الدُّعَاءِ عُمُوْمًا وَاِسْتِحْبَابِهٖ اَكْثَرَ الصَّلٰوةِ لِلْفَذِّ وَلِاَئِمَّةِ الْمَسَاجِدِ وَالْجَمَاعَاتِ خُصُوْصًا عَامَ الْاَلْفِ وَالثَّلَاثِ مِائَةٍ وَالْاِحْدٰى وَالْعِشْرِيْنَ

مِنَ الْهِجْرَةِ كَمَا صَرَّحَ فِیْ اٰخِرِ الْكِتَابِ لَخَّصْتُهَا مِنْهُ سَدًّا لِنَكِيْرِ بَعْضِ الْمُتَهَوِّرِيْنَ وَحُكْمِهِمْ بِالْبِدْعَةِ وَلَقَّبْتُهَا بِاسْتِحْبَابِ الدَّعْوَاتِ عَقِيْبَ الصَّلَوَاتِ [۱]

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ وَبَعْدَ حَمْدٍ وَّصَلٰوةٍ کے واضح ہو یہ رسالہ (استحباب الدعوات عقیب الصلوات) کتاب مسلک السادات الی سبیل الدعوات کے بعض اجزاء کا خلاصہ ہے جس کو حضرت علامہ فاضل شیخ محمد علی ابن شیخ حسین مرحوم مفتی مالکیہ نے ۱۳۲۱ھ میں تالیف فرمایا۔ اور اس کتاب میں بالعموم احکامِ دعا کی تحقیق اور بالخصوص ہر نماز کے بعد دعا کا ہر منفرد امام اور جماعت کے لئے (احادیث اور مذاہب اربعہ کی روایات سے) مستحب ثابت فرمایا۔ میں (اشرف علی) نے اس رسالہ کا خلاصہ لکھ دیا تاکہ ان بے باک لوگوں کی زبان بند ہو جائے جو دعا بعد از نماز پر بدعت ہونے کا حکم کرتے ہیں۔"

دعا بعد از سُنن اور مالکی مذہب

فَاَمَّا نُصُوْصُ الْمَالِكِيَّةِ فَفِی الْمِعْيَارِ قَالَ ابْنُ عَرَفَةَ مَضٰی عَمَلُ مَنْ يُّقْتَدٰی بِهٖ فِی الْعِلْمِ وَالدِّيْنِ مِنَ الْاَئِمَّةِ عَلَی الدُّعَاءِ بِاَثَرِ الذِّكْرِ الْوَارِدِ اَثَرَ تَمَامِ الصَّلٰوةِ وَمَا سَمِعْتُ مَنْ يُّنْكِرُهٗ اِلَّا جَاهِلٌ غَيْرُ مُقْتَدًی وَرَحِمَ اللّٰهُ بَعْضَ الْاَنْدَلُسِيِّيْنَ فَاِنَّهٗ لَمَّا انْتَهٰی اِلَيْهِ ذٰلِكَ اَلَّفَ جُزْءًا

---

[۱] مولوی اشرف علی تھانوی استحباب الدعوات عقیب الصلوات مع احکام دعا مفتی شفیع صاحب، صفحہ ۱۷

رَدًّا عَلیٰ مُنْکِرِہٖ اھ وَفِی نَوَازِلِ الصَّلوٰۃِ مِنْہُ اَیْضًا مِنَ الْاُمُوْرِ الَّتِیْ هِیَ کَالْمَعْلُوْمِ بِالضَّرُوْرَۃِ اِسْتِمْرَارُ عَمَلِ الْاَئِمَّۃِ فِیْ جَمِیْعِ الْاَقْطَارِ عَلَی الدُّعَاءِ اِدْبَارَ الصَّلَوَاتِ فِی الْمَسَاجِدِ الْجَمَاعَاتِ وَاِسْتِصْحَابُ الْحَالِ حُجَّۃٌ وَ اِجْتِمَاعُ النَّاسِ عَلَیْہِ فِی الْمَشَارِقِ وَالْمَغَارِبِ مُنْذُ الْاَزْمِنَۃِ الْمُتَقَادِمَۃِ مِنْ غَیْرِ نَکِیْرٍ اِلیٰ ھٰذِہِ الْمُدَّۃِ مِنَ الْاَدِلَّۃِ عَلیٰ جَوَازِہٖ وَاِسْتِحْسَانُ الْاَخْذِ بِہٖ وَتَاکُّدِہٖ عِنْدَ عُلَمَاءِ الْمِلَّۃِ [1]

" مذہب مالکیہ کی فقہی روایات دعا بعد از سنن کے متعلق یہ ہیں۔ معیار میں ہے کہ ابن عرفہ نے کہا ہے کہ علم اور دین میں جن آئمہ کی اقتدا کی جاتی ہے ان کا عمل اس پر رہا ہے کہ نماز ختم کرنے کے بعد ادعیہ ماثورہ پڑھتے تھے اور میں نے کسی سے نہیں سنا جو اس سے انکار کرتا ہو سوائے اس جاہل کے جس کی اقتدا نہیں کی جاتی اور اللہ تعالیٰ بعض علماء اندلس پر رحم فرمائے جب انہوں نے یہ سنا کہ بعض انکار کرتے ہیں تو ایک رسالہ ان کے رد میں تصنیف فرمایا۔ اور کتاب معیار کے نوازل الصلوٰۃ میں ہے کہ ان امور میں سے جن کا ثبوت ضروریات کی مثل ہے۔ تمام اطرافِ دنیا میں تمام آئمہ کرام کا یہ عمل بھی ہے کہ نمازوں کے بعد مساجد اور جماعات میں دعا مانگتے تھے۔ اور استصحاب حال بھی ایک شرعی دلیل ہے۔

اور مشرق اور مغرب میں تمام مسلمانوں کا اس پر قدیم زمانہ سے مجتمع اور متفق ہو جانا اور کسی کا انکار نہ کرنا اس عمل کے جائز اور اس کو

---

[1] اشرف علی تھانوی استحباب الدعوات : عقیب الصلوات مع احکام دعا مفتی محمد شفیع ص ۶۷

اختیار کرنے کے مستحب و مستحسن اور علماء مذہب کے نزدیک اس کے مؤکد ہونے کے دلائل میں سے ہے۔"

نصوصِ مالکیہ کے فوائد

۱۔ دعا بعد از سنن بہیئت اجتماعی آئمہ دین کا معمول ہے۔
۲۔ مذکورہ دعا کا انکار کرنے والا جاہل ہے۔
۳۔ تمام اطرافِ دنیا میں آئمہ مساجد کا بھی یہی عمل ہے۔
۴۔ شرقاً و غرباً تمام مسلمان زمانۂ قدیم سے فراغتِ نماز کے بعد دعا کرنے پر متفق ہیں۔
۵۔ آج تک کسی نے دعا بعد از نماز سنن کا انکار نہیں کیا۔
۶۔ استصحاب حال بھی ایک دلیل شرعی ہے۔ استصحاب حال اسے کہتے ہیں کہ زمانہ حال پر زمانۂ ماضی کی طرح حکم لگایا جائے۔

شافعی مذہب اور اجتماعی دعا

وَاَمَّا نُصُوْصُ الشَّافِعِيَّةِ فَفِيْ فَتْحِ الْمُعِيْنِ مَعَ الْمَتْنِ وَسُنَّ ذِكْرٌ وَّدُعَاءٌ سِرًّا عَقِبَهَا اَيِ الصَّلٰوةِ وَيُسَنُّ الْاِسْرَارُ بِهِمَا لِمُنْفَرِدٍ وَمَامُوْمٍ وَاِمَامٍ لَمْ يُرِدْ تَعْلِيْمَ الْحَاضِرِيْنَ وَلَا تَاْمِيْنَهُمْ لِدُعَائِهٖ بِسَمَاعِهٖ اهـ وَفِيْ شَرْحِ الْعُبَابِ لِابْنِ حَجَرٍ وَفَتَاوِيْهِ الْكُبْرٰى وَيُسَنُّ لِلْمُصَلِّيْ اِذَا كَانَ مُنْفَرِدًا اَوْ مَامُوْمًا كَمَا فِي الْمَجْمُوْعِ عَنِ النَّصِّ بَعْدَ السَّلَامِ عَنِ الصَّلٰوةِ اِكْثَارُ ذِكْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَالدُّعَاءُ سِرًّا لِلْاَخْبَارِ الصَّحِيْحَةِ لٰكِنْ قَالَ الْاَسْنَوِيُّ اَلْحَقُّ اَنَّهٗ يُسَنُّ لِلْاِمَامِ اَنْ يَّخْتَصِرَ فِي الذِّكْرِ وَالدُّعَاءِ بِحَضْرَةِ الْمَامُوْمِيْنَ فَاِذَا انْصَرَفُوْا طَوَّلَ لَهٗ

مذہب شافعی کی روایات فقہیہ دعا بعد از سنن کے متعلق یہ ہیں:-

"فتح المعین اور اس کے متن میں ہے نماز کے بعد ذکر اور دُعا سنت ہے اور دعا و ذکر کا منفرد مقتدی اور امام کے لئے آہستہ کرنا بھی سنت ہے (لیکن یہ آہستہ کرنا اس وقت ہے جب) دعا کرنے والے کا مقصد حاضرین کو تعلیم دینا اور دعا سننے والوں کا اس دعا پر آمین کہنا نہ ہو۔

امام ابن حجر شرح عباب اور فتاوی کبریٰ میں فرماتے ہیں۔ نمازی کے لئے مستحب ہے خواہ اکیلا ہو یا مقتدی ہو (جیسا کہ کتاب المجموع میں بحوالہ نص مذکور ہے) کہ نماز سے فارغ ہوتے وقت کثرت سے اللہ کا ذکر کرے اور پست آواز سے دعا کرے لیکن امام اسنوی نے فرمایا امام کے لئے سنت ہے کہ مقتدیوں کے ہوتے ہوئے ذکر اور دعا میں اختصار کرے جب مقتدی چلے جائیں تو پھر لمبی دعا مانگے۔"

حنبلی مذہب اور مروّجہ دعا

بَعْدَ قَوْلِهٖ وَاَمَّا نَصُّ الْحَنَابِلَةِ بِاَسْطُرٍ فَيُؤْخَذُ مِنْ مَجْمُوْعِ ذَالِكَ اَنَّ الدُّعَاءَ اَثَرَ الصَّلٰوةِ مَسْنُوْنٌ عِنْدَ الْحَنَابِلَةِ لِاَنَّهٗ مِنْ سَاعَاتِ الْاِجَابَةِ كَمَا دَلَّتْ عَلَيْهِ الْاَحَادِيْثُ الْمَارَّةُ بَلْ قَالَ الشَّيْخُ مَنْصُوْرُ ابْنُ اِدْرِيْسِ الْحَنْبَلِيُّ فِيْ شَرْحِ الْاِقْنَاعِ مِنَ الْمَتْنِ يُسَنُّ ذِكْرُ اللّٰهِ وَالدُّعَاءُ وَالْاِسْتِغْفَارُ عَقَبَ الصَّلٰوةِ الْمَكْتُوْبَةِ اِلٰى اَنْ قَالَ وَيَدْعُو الْاِمَامُ بَعْدَ فَجْرٍ وَّعَصْرٍ لِحُضُوْرِ الْمَلَائِكَةِ

فِيْهِمَا فَيُؤَمِّنُوْنَ عَلَى الدُّعَاءِ فَيَكُوْنُ اَقْرَبَ لِلْاِجَابَةِ وَكَذَا يَدْعُوْا بَعْدَ غَيْرِهِمَا مِنَ الصَّلَوَاتِ لِاَنَّ مِنْ اَوْقَاتِ الْاِجَابَةِ اِدْبَارُ الْمَكْتُوْبَاتِ وَيَبْدَءُ الدُّعَاءَ بِالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالثَّنَاءِ عَلَيْهِ وَيَخْتِمُ بِهِ وَيُصَلِّيْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوَّلَهٗ وَاٰخِرَهٗ وَوَسْطَهٗ وَيَسْتَقْبِلُ الدَّاعِيْ غَيْرَ الْاِمَامِ هُنَا الْقِبْلَةَ لِاَنَّ خَيْرَ الْمَجَالِسِ مَا اسْتُقْبِلَ بِهِ الْقِبْلَةَ وَيَكْرَهُ لِلْاِمَامِ اسْتِقْبَالُ الْقِبْلَةِ بَلْ يَسْتَقْبِلُ الْمَامُوْمِيْنَ لِمَا تَقَدَّمَ اَنَّهٗ يَنْحَرِفُ اِلَيْهِمْ اِذَا سَلَّمَ وَيُلِحُّ الدَّاعِيْ فِي الدُّعَاءِ وَيُكَرِّرُهٗ ثَلَاثًا لِاَنَّهٗ نَوْعٌ مِّنَ الْاِلْحَاحِ [1]

" مذہب حنابلہ کی روایات فقہیہ کے متعلق کچھ عبارات صاحب رسالہ نے نقل کرنے کے بعد فرمایا۔ ان عبارات کے مجموعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حنابلہ کے نزدیک تمام نمازوں کے بعد دعا مسنون ہے کیونکہ یہ وقت اوقاتِ اجابت میں سے ہے جیسا کہ احادیث مذکورہ اس پر دلالت کرتی ہیں بلکہ شیخ منصور ابن ادریس حنبلی نے الاقناع مع المنن میں فرمایا کہ فرض نمازوں کے بعد ذکر، دعا، اور استغفار مسنون ہے۔ یہاں تک کہ انہوں نے فرمایا امام نمازِ فجر اور عصر کے بعد دعا مانگے کیونکہ ان دونوں اوقات میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور وہ فرشتے امام کی دعا پر آمین کہتے ہیں جس کی وجہ سے دعا قبولیت کے زیادہ قریب ہوتی ہے

اسی طرح ان دونوں نمازوں کے علاوہ اور نمازوں کے بعد بھی دُعا

---

[1] رسالہ مذکورہ صفحہ ۳۳

کرے کیونکہ دعا کی قبولیت کے اوقات میں سے ایک وقت فرض نمازوں کے بعد کا بھی ہے۔ اور یہ بھی مناسب ہے کہ دعا کو حمد و ثناء کے ساتھ شروع کرے اور اسی پر ختم کرے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر دعا کے اول آخر اور وسط میں درود پڑھے اور امام کے علاوہ سب لوگوں کو چاہیئے کہ قبلہ کی طرف متوجہ ہوں کیونکہ بہترین مجلس وہ ہے جس میں استقبالِ قبلہ ہو اور امام کے لئے قبلہ کی طرف منہ کرنا مکروہ ہے بلکہ امام مقتدیوں کی طرف منہ کرے جیسے گذر چکا ہے کہ امام کو سلام پھیرنے کے بعد مقتدیوں کی طرف پھر جانا چاہیئے اور دعا کرنے والا دعا میں الحاح کرے یعنی بار بار دعا مانگے اور تکرارِ دعا تین مرتبہ کرے کیونکہ تین مرتبہ دعا کرنا الحاح کی ایک صورت ہے "

حنبلی عبارت کے فوائد :-

۱ـ حنابلہ کے نزدیک یعنی امام احمد بن حنبل کے مذہب پر جو آئمہ اربعہ میں سے ایک امام ہیں تمام نمازوں کے بعد دعا مسنون ہے

۲ـ امام ہر نماز کے بعد بالعموم اور فجر و عصر کی نمازوں کے بعد بالخصوص دُعا مانگے۔

۳ـ دعا کو حمد و ثنا سے شروع اور ختم کرے اوّل آخر اور درمیان میں درود شریف پڑھے۔

۴ـ امام لوگوں کی طرف متوجہ ہو، امام کے لئے قبلہ کی طرف منہ کرنا مکروہ ہے اور مقتدی قبلہ رو ہو کر بیٹھے۔

۵ـ دعا بار بار مانگے کم از کم تین بار مانگے۔

⁂ ـــــــ ⁂ ـــــــ ⁂

سنتوں کے بعد دعا حنفی مذہب میں

مولانا اشرف علی تھانوی نے دعا بعد از سنن کے متعلق مذہب حنفیہ کے نصوص میں نور الایضاح اور اس کی شرح مراقی الفلاح کی عبارت صفحہ ۳۶ پر نقل کی ہے جو گذشتہ سطور میں تفصیلاً گذر گئی ہے۔

دعا بعد از سُنن کا انکار کرنے والا جاہل اور مجنوں ہے

مولوی اشرف علی صاحب لکھتے ہیں :-

فَتَحَصَّلَ مِنْ هٰذَا كُلِّهٖ اَنَّ الدُّعَاءَ دُبُرَ الصَّلَوَاتِ مَسْنُوْنٌ وَمَشْرُوْعٌ فِي الْمَذَاهِبِ الْاَرْبَعَةِ لَمْ يُنْكِرْهُ اِلَّا نَاعِقٌ مَجْنُوْنٌ قَدْ ضَلَّ هَوَاهُ وَوَسْوَسَ لَهُ الشَّيْطٰنُ فَاَغْوَاهُ [1]

" پس ان تمام احادیث اور عبارات مذاہب کا ماحصل یہ ہے کہ تمام نمازوں کے بعد دعا کرنا چاروں مذاہب میں مسنون اور مشروع ہے اس کا انکار سوائے اس جاہل مجنوں کے کسی نے نہیں کیا جو اپنی ہوائے نفسانی کے راستہ میں گمراہ ہو گیا اور شیطان نے اس کے دل میں وسوسے ڈال کر اسے بہکا دیا "

دعا میت کو فائدہ دیتی ہے

جس طرح دعا سے زندہ کو فائدہ پہنچتا ہے اس طرح یہ میت کے لئے بھی فائدہ مند ہے۔ اور اس پر اجماع امت ہے۔

---

[1] مولوی اشرف علی تھانوی استحباب الدعوات صفحہ ۳۸

علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں :-

وَقَدْ نَقَلَ غَيْرُ وَاحِدٍ الْاِجْمَاعَ عَلٰى اَنَّ الدُّعَاءَ يَنْفَعُ الْمَيِّتَ وَدَلِيْلُهٗ مِنَ الْقُرْاٰنِ وَالَّذِيْنَ جَآءُوْا مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ [1]

"بہت سے علماء امت نے (اپنی کتابوں میں) اجماع نقل کیا ہے کہ دعا میت کو نفع دیتی ہے اور اس کی دلیل قرآن پاک کی یہ آیت کریمہ ہے۔

(ترجمہ) جو لوگ اس کے بعد آئے وہ دعا مانگتے ہیں اے ہمارے رب ہمیں بھی بخش اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ایمان کے ساتھ پہلے گذر چکے ہیں"

علامہ صاوی علیہ الرحمۃ اسی آیت کے تحت فرماتے ہیں :-

فَيَنْبَغِيْ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنَ الْقَائِلِيْنَ لِهٰذَا الْقَوْلِ اَنْ يَّقْصُدَ بِمَنْ سَبَقَهٗ مَنِ انْتَقَلَ قَبْلَهٗ مِنْ زَمَنِهٖ اِلٰى عَصْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَدْخُلُ جَمِيْعُ مَنِ الْمُسْلِمِيْنَ [2]

"اس قول (یعنی رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ) کے قائلین میں سے ہر ایک کے لئے مناسب ہے کہ اپنے وقت سے لیکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس تک جتنے بھی مسلمان گذرے ہیں دعا میں ان سب کا قصد کرے تاکہ تمام مسلمان اس دعا میں داخل ہو جائیں"

---

[1] علامہ جلال الدین سیوطی شرح صدور صفحہ ۱۲۷

[2] علامہ احمد صاوی صاوی علی الجلالین جلد ۲ صفحہ ۱۶۲

اس آیت سے مندرجہ ذیل امور ثابت ہوگئے :-

۱- دعا میت کو نفع دیتی ہے اس پر تمام امت متفق ہے۔

۲- فوت شدہ مسلمانوں کے لئے زندہ لوگوں کی دعا ان کے لئے مغفرت طلب ک

۳- زندہ کا فوت شدہ کے لئے ہر وقت دعا کرنا جب سے روح بدن سے ج
ہوگئی کیونکہ میت سابق بالایمان ہوگئی۔ لہذا اس آیت کے عموم ک
اعتبار سے نماز جنازہ سے قبل یا بعد ہر وقت متوفیٰ کے لئے دعا کرنا مستح
ہے۔

دعا زندوں کی طرف سے مردوں کے لئے تحفہ ہے

مشکوۃ شریف میں ہے :-

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا الْمَيِّتُ فِي الْقَبْرِ اِلَّا كَالْغَرِيْقِ الْمُتَغَوِّثِ يَنْتَظِرُ دَعْوَةً تَلْحَقُهُ مِنْ اَبٍ اَوْ اُمٍّ اَوْ اَخٍ اَوْ صَدِيْقٍ فَاِذَا لَحِقَتْهُ كَانَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا وَاَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَيُدْخِلُ عَلٰى اَهْلِ الْقُبُوْرِ مِنْ دُعَاءِ اَهْلِ الْاَرْضِ اَمْثَالَ الْجِبَالِ وَاَنَّ هَدِيَّةَ الْاَحْيَاءِ اِلَى الْاَمْوَاتِ اَلْاِسْتِغْفَارُ لَهُمْ [1]

"حضرت عبداللہ ابن عباس فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مردہ کی قبر میں ایسی حالت ہوتی ہے جیسے ایک ڈوبنے والے فریادی کی ہوتی ہے میت اس دعا کی انتظار میں ہوتی ہے جو ماں باپ بھائی اور دوست کی طرف سے ملتی ہے جب یہ دعا

---

[1] شیخ ولی الدین — مشکوۃ شریف — صفحہ ۲۰۶

میت کو پہنچ جاتی ہے تو وہ اسے دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے اس سے زیادہ محبوب ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ زمین والوں کی دعا کو قبر والوں پر پہاڑوں کی مثل داخل کرتا ہے۔ اور دعاءِ مغفرت زندوں کی طرف سے مردوں کے لئے ہدیہ ہے۔"

زندوں کی دعا سے میت کے درجات بلند ہوتے ہیں

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ یَرْفَعُ الدَّرَجَۃَ لِلْعَبْدِ الصَّالِحِ فِی الْجَنَّۃِ فَیَقُوْلُ یَارَبِّ اَنّٰی لِیْ ھٰذِہٖ فَیَقُوْلُ بِاسْتِغْفَارِ وَلَدِکَ لَکَ [1]

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ جنت میں نیک بندے کا درجہ بلند فرمائے گا۔ بندہ عرض کرے گا یا اللہ یہ درجہ مجھے کس وجہ سے ملا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا اس کے سبب جو تیری اولاد تیرے لئے دعائے مغفرت کیا کرتی تھی۔"

زندوں کی دعا سے مُردوں کے گناہ ختم ہوتے ہیں

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:-

اُمَّتِیْ اُمَّۃٌ مَّرْحُوْمَۃٌ تَدْخُلُ قُبُوْرَھَا بِذُنُوْبِھَا وَتَخْرُجُ مِنْ قُبُوْرِھَا لَا ذُنُوْبَ عَلَیْھَا تُمَحَّصُ عَنْھَا

---

[1] شیخ ولی الدین — مشکوٰۃ شریف — صفحہ ۲۰۶

بِاسْتِغْفَارِ الْمُؤْمِنِيْنَ ؎

"میری امت امت مرحومہ ہے وہ قبروں میں گناہوں کے ساتھ داخل ہوگی اور جب قبروں سے نکلے گی تو اس پر گناہ نہ ہوگا اللہ تعالیٰ مومنوں کی دعاؤں کی وجہ سے امت کے گناہوں کو مٹا دے گا۔"

نماز جنازہ سے پہلے دعا

نماز جنازہ سے قبل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود دعا کی ہے۔ ابو داؤد شریف میں ہے:۔

عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی اَبُوْ سَلَمَةَ وَشَقَّ بَصَرُهٗ فَاَغْمَضَهٗ فَصَيَّحَ نَاسٌ مِنْ اَهْلِهٖ فَقَالَ لَا تَدْعُوْا عَلٰی اَنْفُسِكُمْ اِلَّا خَيْرًا فَاِنَّ الْمَلٰٓئِكَةَ يُؤَمِّنُوْنَ عَلٰی مَا تَقُوْلُوْنَ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاَبِیْ سَلَمَةَ ؎

"حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو سلمہ کے پاس تشریف لائے۔ حضرت ابو سلمہ کی آنکھیں کھلی تھیں تو آپ نے بند کر لیں گھر والوں نے چیخ و پکار شروع کی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے لئے اچھی دعا مانگو کیونکہ فرشتے تمہارے کہنے پر آمین کہتے ہیں۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو سلمہ کے لئے دعائے مغفرت کی۔"

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جنازہ سے قبل دعا کرنے کی تلقین فرمائی:۔ ابو داؤد شریف میں ہے۔

عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی

؎ سلیمان ابن اشعث ابو داؤد جلد ۲ صفحہ ۸۹

اللهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا حَضَرْتُمُ الْمَيِّتَ فَقُوْلُوْا خَيْرًا فَإِنَّ الْمَلٰئِكَةَ يُؤَمِّنُوْنَ عَلٰى مَا تَقُوْلُوْنَ فَلَمَّا مَاتَ اَبُوْسَلَمَةَ فَقُلْتُ مَا اَقُوْلُ قَالَ قُوْلِيْ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَهٗ [۱]

"حضرت ابو وائل، حضرت ام سلمہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے جب تم میت کے پاس حاضر ہو جاؤ تو اچھے کلمات کہو کیونکہ ملائکہ تمہارے کہنے پر آمین کہتے ہیں جب ابو سلمہ وفات پا گئے تو میں نے کہا یا رسول اللہ میں کیا کہوں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کلمات کے ساتھ دعا کرو۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَهٗ = اے اللہ ابو سلمہ کو بخش"

صحابہ کرام کا طریقہ

بخاری شریف میں ہے :۔

عَنْ اَبِیْ مُلَيْكَةَ اَنَّهٗ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ وُضِعَ عَلٰى سَرِيْرِهٖ فَكَنَفَهُ النَّاسُ يَدْعُوْنَ وَيُصَلُّوْنَ قَبْلَ اَنْ يُّرْفَعَ وَاَنَا فِيْهِمْ [۲]

"حضرت ابو ملیکہ فرماتے ہیں کہ میں عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا جسم مبارک چارپائی پر رکھا ہوا تھا اور صحابہ نے ہر طرف سے احاطہ کیا تھا اور اٹھانے سے پہلے دعا میں مشغول تھے اور میں ان میں موجود تھا"

اس حدیث کی شرح میں انور شاہ کاشمیری لکھتے ہیں :۔

---

[۱] سلیمان ابن اشعث ابوداؤد ج ۲ صفحہ ۸۹

[۲] محمد ابن اسماعیل بخاری بخاری شریف جلد ۱ صفحہ ۵۲۰

وَلَعَلَّهُمْ كَانَ مِنْ سُنَّتِهِمُ الدُّعَاءُ وَالصَّلٰوةُ عِنْدَ حُضُوْرِهِمْ عَلَى الْمَيِّتِ [1]

"ہوسکتا ہے صحابہ کرام کا یہ طریقہ ہو کہ میت کے پاس حاضر ہوتے وقت دعا کرتے ہوں"

دعا بعد نماز جنازہ

قرآن و احادیث کی روشنی میں یہ ثابت ہو چکا ہے کہ دعا ہر وقت کرنی چاہیئے جس طرح نماز جنازہ سے قبل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و فعل اور صحابہ کے فعل سے ثابت ہو گیا کہ قبل از نماز جنازہ بھی دعا مشروع ہے۔ اسی طرح سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جنازہ کے بعد دعا کی اور اس کی تلقین بھی کی

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ بَکْرٍ قَالَ لَمَّا الْتَقَى النَّاسُ بِمُوْتَه جَلَسَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَكُشِفَ لَهٗ مَا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الشَّامِ فَهُوَ يَنْظُرُ اِلٰى مَعْرَكَتِهِمْ فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَخَذَ الرَّايَةَ زَيْدُ ابْنُ حَارِثَةَ فَمَضٰى حَتّٰى اُسْتُشْهِدَ وَصَلّٰى عَلَيْهِ وَدَعَا لَهٗ وَقَالَ اِسْتَغْفِرُوْا لَهٗ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَهُوَ يَسْعٰى ثُمَّ اَخَذَ الرَّايَةَ جَعْفَرُ ابْنُ اَبِیْ طَالِبٍ فَمَضٰى حَتّٰى اُسْتُشْهِدَ وَصَلّٰى عَلَيْهِ وَدَعَا لَهٗ وَقَالَ اِسْتَغْفِرُوْا لَهٗ دَخَلَ الْجَنَّةَ فَهُوَ يَطِيْرُ فِيْهَا حَيْثُ شَاءَ [2]

---

[1] انور شاہ کاشمیری — فیض الباری — ج ۴ — صفحہ ۱۹۲

[2] ملا علی قاری — مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ج ۴ — صفحہ ۴۶

"حضرت عبد اللہ بن ابی بکر فرماتے ہیں جب موتٰی کے مقام پر
مسلمانوں کی لڑائی شروع ہو گئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر
جلوہ افروز ہوئے۔ آپ کے اور ملک شام کے درمیان حجابات ہٹ
گئے اور آپ جنگ موتہ کا مشاہدہ فرمانے لگے۔ پھر فرمایا زید ابن حارثہ
نے جھنڈا لیا اور شہید ہو گئے آپ نے زید پر نماز جنازہ پڑھی اور
پھر ان کے لئے دعا کی اور صحابہ کو فرمایا زید کے لئے بخشش مانگو۔ اس کے
بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جعفر ابن طالب نے جھنڈا
لیا اور شہید ہو گئے۔ ان پر بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جنازہ
پڑھی اور پھر دعا مانگی اور صحابہ کو حکم دیا کہ جعفر کے لئے استغفار
کرو وہ جنت میں داخل ہو گئے وہ جنت میں جہاں چاہتے ہیں
پرواز کرتے ہیں"

اس حدیث سے مندرجہ ذیل امور معلوم ہوتے ہیں :۔

۱۔ یہ حدیث مبارکہ نماز جنازہ کے بعد دعا کے ثبوت کے لئے واضح اور بیّن ثبوت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود نماز جنازہ پڑھنے کے بعد دعا کی اور صحابہ کو حکم دیا کہ دعا کرو۔ یہی اہلسنّت وجماعت کا مدّعا ہے کہ نماز جنازہ کے بعد اجتماعی رنگ میں دعا کرنا مستحب ہے جو اس حدیث سے صراحت کے ساتھ ثابت ہوتا ہے۔

۲۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے قرب و بعد دونوں برابر ہیں۔ جس طرح نزدیک ملاحظہ فرماتے ہیں اسی طرح دُور بھی ملاحظہ کرتے ہیں۔

۳۔ کرامت بعد الموت۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت طلحہ کی نماز جنازہ پڑھنے کے بعد دُعا کی

جیسے مرقاۃ شرح مشکواۃ میں ہے :۔

عَنِ الطَّبْرَانِیْ فَجَاءَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَتّٰی وَقَفَ عَلٰی قَبْرِہٖ فَصَفَّ النَّاسُ مَعَہٗ ثُمَّ رَفَعَ یَدَیْہِ فَقَالَ اَللّٰھُمَّ اَلْقِ طَلْحَۃَ یَضْحَکُ اِلَیْکَ وَتَضْحَکُ اِلَیْہِ [1]

"امام طبرانی سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت طلحہ کی قبر پر تشریف لائے اور کھڑے ہو گئے لوگوں نے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صف باندھی (یعنی نماز جنازہ پڑھی) پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا مانگی۔ اے اللہ تو طلحہ کے ساتھ اس حال میں ملاقات فرما کہ تو راضی ہو طلحہ سے اور طلحہ تجھ سے۔"

بیہقی شریف میں ہے :

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ۔

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلّٰی عَلٰی نُفُوْسٍ ثُمَّ قَالَ اَللّٰھُمَّ اَعِذْہُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ [2]

"حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی اور پھر فرمایا اے اللہ ان کو عذاب قبر سے بچا۔"

یہ حدیث مبارکہ بھی نماز جنازہ کے بعد دعا کے ثبوت کے لئے واضح دلیل ہے۔ مانعینِ دعا عموماً عوام الناس کو دھوکہ دینے کی کوشش میں کہتے ہیں کہ احناف کے نزدیک نماز جنازہ کے بعد دعا مکروہ ہے۔ حالانکہ احناف نماز جنازہ کے بعد دعا ہی کے قائل ہیں اور انہوں نے اپنی کتابوں میں مندرجہ ذیل احادیث سے اسی بات پر استدلال کیا ہے کہ ایک دفعہ نماز جنازہ ہو جائے تو پھر تکرار نہیں ہو سکتا بلکہ دعا ہی مشروع ہے ۔

---

[1] ملا علی قاری شرح مشکوٰۃ جلد ۴ صفحہ ۵۰

[2] ابوبکر احمد ابن حسین بیہقی بحوالہ کنز العمال جلد ۱۰ صفحہ ۷۱۶

بدائع اور مبسوط میں ہے :۔

اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلّٰی عَلٰی جَنَازَۃٍ فَلَمَّا فَرَغَ جَاءَ عُمَرُ وَمَعَہٗ قَوْمٌ فَاَرَادَ اَنْ یُّصَلِّیَ عَلَیْہِ ثَانِیًا فَقَالَ لَہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، اَلصَّلٰوۃُ عَلَی الْجَنَازَۃِ لَا تُعَادُ وَلٰکِنْ اُدْعُ لِلْمَیِّتِ وَاسْتَغْفِرْ لَہٗ [1]

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز جنازہ پڑھنے سے فارغ ہوئے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ کچھ لوگوں کے ساتھ تشریف لائے انہوں نے دوبارہ نماز جنازہ پڑھنے کا ارادہ کیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب نماز جنازہ کا اعادہ نہیں ہوتا لیکن میت کے لئے دعا اور استغفار کرو۔"

یہ حدیث نماز جنازہ کے بعد دعا کرنے کے ثبوت میں واضح دلیل ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جنازہ پڑھنے کے بعد عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو دعا کی تلقین کی۔

دعا بعد نماز جنازہ

بدائع اور مبسوط میں ہے :۔

وَرُوِیَ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ السَّلَامِ اِنَّہٗ فَاتَتْہُ الصَّلٰوۃُ عَلٰی جَنَازَۃِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فَلَمَّا حَضَرَ۔ قَالَ اِنْ سَبَقْتُمُوْنِیْ بِالصَّلٰوۃِ عَلَیْہِ فَلَا تَسْبِقُوْنِیْ بِالدُّعَاءِ لَہٗ [2]

"حضرت عبد اللہ ابن سلام رضی اللہ عنہ کے متعلق روایت ہے کہ

---

[1] امام علاؤ الدین کاسانی بدائع الصنائع جلد ۱ صفحہ ۳۱۱

[2] 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃

ان سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ فوت ہو گئی
جب حاضر ہوئے تو فرمایا اے لوگو تم نے مجھ سے نماز جنازہ
میں پہل کر لی ہے تو ان کے لئے دعا مانگنے میں پہل نہ کرو۔"
یہ حدیث شریف بعد نماز جنازہ اجتماعی دعا مانگنے میں نص ہے۔ کیونکہ
حضرت عبد اللہ ابن سلام کا یہ فرمان (فَلَا تَسْبِقُوْنِیْ بِالدُّعَاءِ لَهٗ) دعا میں مجھ
سے سبقت نہ کرو کا مطلب ہی یہی ہے کہ سب مل کر دعا کریں۔

ابن عباس اور ابن عمر سے دعا بعد نماز جنازہ کا ثبوت

وَرُوِیَ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ وَابْنَ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ
فَاتَتْہُمَا صَلٰوۃٌ عَلٰی جَنَازَۃٍ فَلَمَّا حَضَرَا مَازَادَا عَلَی
الْاِسْتِغْفَارِ لَہٗ [1]

"حضرت عبد اللہ ابن عباس اور عبد اللہ ابن عمر دونوں صحابہ کرام
کے متعلق روایت ہے کہ ان دونوں سے نماز جنازہ فوت ہو گئی
جب حاضر ہوئے تو صرف میت کے لئے استغفار کیا۔"
یہ فعلِ صحابہ بھی نماز جنازہ کے بعد دعا کے لئے واضح ثبوت ہے۔ کیونکہ
ان کا استغفار نماز جنازہ پڑھنے کے بعد تھا۔

امام عبد الرزاق حضرت نافع رضی اللہ عنہ سے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی عادت کریمہ
بیان فرماتے ہیں:۔

كَانَ ابْنُ عُمَرَ اِذَا انْتَهٰی اِلٰی جَنَازَۃٍ وَقَدْ صُلِّیَ عَلَیْہَا دَعَا
وَانْصَرَفَ وَلَمْ یُعِدِ الصَّلٰوۃَ [2]

---

[1] امام علاء الدین کاسانی بدائع الصنائع جلد اول صفحہ ۳۱۱
[2] مصنف عبد الرزاق جلد ۳ صفحہ ۵۱۹

"حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کسی جنازہ پر پہنچتے اور نماز ہو چکی ہوتی تو دعا کرتے اور واپس لوٹ آتے نماز کا اعادہ نہیں کرتے تھے"

حضرت امام حسن بصری تابعی کا طریقہ

اِنَّہٗ کَانَ اِذَا سُبِقَ بِالْجَنَازَۃِ یَسْتَغْفِرُ لَھَا وَیَجْلِسُ اَوْ یَنْصَرِفُ [۱]

"حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے کسی نماز جنازہ میں سبقت کی جاتی تو آپ دعائے مغفرت کرتے اور بیٹھ جاتے یا واپس لوٹ آتے"

علماء دیوبند اور دعا بعد نمازِ جنازہ

مفتی کفایت اللہ دیوبندی صدر جمعیت علماء ھند کی کتاب دلیل الخیرات میں مختلف علماء کرام کے فتاویٰ دعا بعد نماز جنازہ کے جواز پر شائع ہوئے ہیں ان میں کچھ درجہ ذیل نقل کئے جاتے ہیں تاکہ عوام الناس پر مسئلہ دعا بعد نماز جنازہ کی مشروعیت واضح ہو جائے۔

فتویٰ علماء اجمیر شریف :-

"باقی رہا دعا پر دعا مانگنا تو جائز ہے اور جن فقہاء نے منع کیا ہے وہ بخوفِ التزام ہے" [۲]

فتویٰ علماء ریاست ٹونک

"البتہ دعائے مغفرت میت کے واسطے بے اعتقاد لزوم اور بے اعتقاد

---

[۱] مصنف ابن ابی شیبہ ج ۳ صفحہ ۱۵۰

[۲] مفتی کفایت اللہ دلیل الخیرات صفحہ ۶۴

کسی وقت و مکان و ہیئت مطلقاً جائز ہے۔" [1]

فتویٰ علماءِ کلکتہ :-

"ہاں ہر شخص کو اختیار ہے کہ علاوہ نماز جنازہ کے و دعا بعد الدفن بلا التزام مالا یلزم اور بلا اہتمام و فکر اجتماع و اصرار اپنی خوشی سے جب چاہے میت کے لئے دعائے خیر کیا کرے۔" [2]

دفن کے وقت قبر پر اجتماعی دعا

مشکوٰۃ شریف میں ہے :-

عَنْ عُثْمَانَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا فَرَغَ مِنْ دَفْنِ الْمَيِّتِ وَقَفَ عَلَيْهِ فَقَالَ اسْتَغْفِرُوْا لِأَخِيْكُمْ ثُمَّ سَلُوْا لَهُ بِالتَّثْبِيْتِ فَإِنَّهُ الْآنَ يُسْئَلُ [3]

"حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی دفنِ میت سے فارغ ہوتے قبر پر کھڑے ہوتے اور فرماتے اپنے بھائی کے لئے دعائے مغفرت کرو اور پھر اس کے لئے ایمان پر ثابت قدمی کا سوال کرو اس لئے کہ اب سے اس سے سوال کیا جائے گا۔"

نماز جنازہ کے بعد دعا سے میت کی مدد کی جاتی ہے

حکیم ترمذی (جو تیسری صدی کے علماء کرام میں سے ہیں) مذکورہ بالا حدیث کی شرح فرماتے ہیں :-

---

[1] مفتی کفایت اللہ — دلیل الخیرات — صفحہ ۹۴

[2] " — " — " ۷۷

[3] شیخ ولی الدین — مشکوٰۃ شریف — صفحہ ۲۶

فَالْوُقُوْفُ عَلَى الْقَبْرِ وَسُؤَالُ التَّثْبِيْتِ لِلْمُؤْمِنِ فِيْ وَقْتِ دَفْنِهٖ مَدَدٌ لِلْمَيِّتِ بَعْدَ الصَّلٰوةِ لِاَنَّ الصَّلٰوةَ بِجَمَاعَةِ الْمُؤْمِنِيْنَ كَالْعَسْكَرِ لَهٗ قَدِ اجْتَمَعُوْا بِبَابِ الْمَلِكِ يَشْفَعُوْنَ لَهٗ وَالْوُقُوْفُ عَلَى الْقَبْرِ لِسُؤَالِ التَّثْبِيْتِ مَدَدُ الْعَسْكَرِ لہ

" نماز جنازہ کے بعد قبر پر کھڑے ہو کر دفن کے وقت مومن کے لئے ثابت قدمی کا سوال کرنا میت کی امداد ہے. کیونکہ مسلمانوں کا نماز جنازہ پڑھنے کی مثال ایسی ہے جیسے ایک لشکر جو بادشاہ کے دروازہ پر جمع ہوں اور سفارش کر رہے ہوں (اسی طرح) قبر پر کھڑے ہو کر مومن کے لئے ایمان پر ثابت قدمی کا سوال کرنا (اس) لشکر کی مدد ہے (جو نماز جنازہ میں سفارش کر رہے تھے)"

فائدہ: جس طرح قبر پر دعا کرنے سے نماز جنازہ کی دعا کو تقویت حاصل ہوتی ہے اسی طرح نماز جنازہ کے بعد صفوں کو توڑ کر دعا کرنے سے ضرور نماز جنازہ کی دعا کو شرف قبولیت حاصل ہوگی۔ (انشاءاللہ)

دعا کے لئے اہتمام

مانعین دعا بعد نماز جنازہ عموماً یہ بھی کہتے ہیں کہ اہلسنت والجماعت دعا کے لئے اجتماع کا اہتمام کرتے ہیں اور یہ اہتمام ناجائز ہے حالانکہ فعل شرعی کے لئے اہتمام نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام سے ثابت ہے۔

۱۔ مسلمانوں کا نماز جنازہ میں اجتماع کا اہتمام:۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔

لہ ابو عبداللہ حکیم ترمذی نوادر الاصول صفحہ ۳۲۳

عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ مَیِّتٍ تُصَلِّیْ عَلَیْہِ اُمَّۃٌ مِّنَ الْمُسْلِمِیْنَ یَبْلُغُوْنَ مِائَۃً کُلُّھُمْ یَشْفَعُوْنَ لَہٗ اِلَّا شُفِّعُوْا فِیْہِ رواہ مسلم ؎۱

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہر وہ میت جس پر مسلمانوں کی ایک جماعت جن کی تعداد سَو تک پہنچتی ہو اور یہ سب لوگ میت کے لئے سفارش کر رہے ہوں تو اللہ تعالےٰ ان کی سفارش کو قبول فرما لیتا ہے"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان مبارک نماز جنازہ میں زیادہ سے زیادہ اجتماع کے اہتمام پر نص صریح ہے۔

چالیس مسلمانوں کے نماز جنازہ کے اجتماع کا اہتمام

حضرت کریب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :۔

عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ اَنَّہٗ مَاتَ لَہٗ اِبْنٌ بِقُدَیْدٍ اَوْ بِعُسْفَانَ فَقَالَ یَا کُرَیْبُ اُنْظُرْ مَا اجْتَمَعَ لَہٗ مِنَ النَّاسِ قَدْ خَرَجْتُ فَاِذَا نَاسٌ قَدِ اجْتَمَعُوْا لَہٗ فَاَخْبَرْتُہٗ قَالَ یَقُوْلُ ھُمْ اَرْبَعُوْنَ قَالَ نَعَمْ قَالَ اَخْرِجُوْہُ فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَا مِنْ رَجُلٍ مُسْلِمٍ یَمُوْتُ فَیَقُوْمُ عَلٰی جَنَازَتِہٖ اَرْبَعُوْنَ رَجُلًا لَا یُشْرِکُوْنَ بِاللّٰہِ شَیْئًا اِلَّا شَفَّعَھُمُ اللّٰہُ فِیْہِ ؎۲

"حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے متعلق روایت ہے کہ ان کا لڑکا

؎۱ شیخ ولی الدین مشکوٰۃ شریف صفحہ ۱۴۵

؎۲ " " "

مقام قدید یا عسفان میں وفات پا گیا حضرت ابن عباس نے فرمایا اے کریب دیکھو اس کی نماز جنازہ پر کتنے لوگ جمع ہوئے۔ حضرت کریب فرماتے ہیں کہ میں نکلا اور دیکھا کہ لوگ جمع ہوئے تھے میں نے ابن عباس کو خبر دی تو ابن عباس نے فرمایا تمہارے گمان کے مطابق چالیس آدمی ہوں گے کریب فرماتے ہیں میں نے کہا چالیس آدمی جمع ہیں۔ تو ابن عباس نے فرمایا اب جنازہ نکالو کیونکہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ ہر وہ مسلمان جو فوت ہو جائے اور اس کی نماز جنازہ کے لئے چالیس آدمی کھڑے ہو جائیں (یعنی چالیس آدمی نماز جنازہ پڑھ لیں) جو اللہ کا شریک کسی کو نہ ٹھہرائیں تو اللہ تعالیٰ ان کی سفارش کو قبول فرمائے گا۔"

عدد چالیس کی خصوصیت

ملا علی قاری علیہ الرحمۃ شرح میں فرماتے ہیں :-

وَحِکْمَۃُ خُصُوْصِ ھٰذَا الْعَدَدِ اَنَّہٗ مَا اجْتَمَعَ اَرْبَعُوْنَ قَطُّ اِلَّا فِیْھِمْ وَلِیُّ اللّٰہِ [1]

" اس چالیس عدد کی خصوصیت کی حکمت یہ ہے کہ چالیس آدمیوں کے اجتماع میں اللہ کا کوئی ولی ہوتا ہے"

اس حدیث پاک سے صاف معلوم ہوا کہ اجتماع کا اہتمام سنتِ صحابہ ہے۔ حضرت عبد اللہ ابن عباس اس وقت تک نہیں نکلے جب تک چالیس آدمی جمع نہیں ہوئے۔ حالانکہ چالیس یا سو آدمیوں کا جمع ہونا نماز جنازہ کے لئے شرط نہیں ہے اجتماع کی خصوصیت صرف یہی ہے کہ دعا کی قبولیت یقینی

---

[1] ملا علی قاری مرقاۃ شرح مشکوۃ جلد ۴ صفحہ ۵۱

ہوتی ہے۔

دُعا بعد نماز جنازہ کے جواز و استحباب میں کوئی شک نہیں

البتہ صفوں کو توڑ کر دعا کرنی چاہیئے تاکہ کسی شخص کو یہ غلط فہمی نہ ہو کہ نماز جنازہ میں زیادتی کر دی یا آنے والا شخص نماز جنازہ میں شامل نہ ہو جائے جس طرح نماز ظہر و مغرب و عشاء کے بعد سنتوں کے لئے مقتدیوں کو صفوف کا توڑنا مسنون ہے کہ اس کے بعد آنے والے کو بقائے نماز جماعت کا احتمال نہیں ہو سکتا۔

بدائع الصنائع میں ہے:۔

اَمَّا الْمُقْتَدِيْنَ فَبَعْضُ مَشَائِخِنَا قَالُوْا لَاحَرَجَ فِیْ تَرْكِ الْاِنْتِقَالِ لِاِنْعِدَامِ الْاِشْتِبَاهِ عَلَى الدَّاخِلِ عِنْدَ مُعَايَنَةِ فَرَاغِ مَكَانِ الْاِمَامِ عَنْهُ وَرُوِیَ عَنْ مُحَمَّدٍ اَنَّهٗ قَالَ يُسْتَحَبُّ لِلْقَوْمِ اَيْضًا اَنْ يَّنْقُضُوا الصُّفُوْفَ وَيَتَفَرَّقُوْا لِيَزُوْلَ الْاِشْتِبَاهُ عَلَى الدَّاخِلِ الْمُعَايِنِ لِلْكُلِّ فِی الصَّلٰوةِ الْبَعِيْدِ عَنِ الْاِمَامِ وَلِمَا رَوَيْنَا مِنْ حَدِيْثِ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ هٰذَا وَفِی الذَّخِيْرَةِ اَنَّهٗ رُوِیَ عَنْ مُحَمَّدٍ وَّمَشٰى عَلَيْهِ رَضِیَ الدِّيْنِ فِی الْمُحِيْطِ نَاصًّا عَلٰى اَنَّهٗ سُنَّةٌ" [1]

" بعض مشائخ نے کہا ہے کہ مقتدی اگر اپنی جگہ سے دوسری جگہ نہ جائے تو بھی حرج نہیں ہے کیونکہ آنے والا جب دیکھے کہ امام کی جگہ خالی ہے تو اسے شبہ نہیں ہو سکتا کہ جماعت ہو رہی ہے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ قوم کے لئے بھی صفوں کو توڑ کر متفرق ہونا بہتر

[1] امام علاؤ الدین کاسانی البدائع والصنائع جلد ۱ صفحہ ۱۶۰

بہتر ہے تاکہ جو شخص مسجد میں آئے اور امام سے دور ہو اُسے سب لوگوں کو نماز میں مشغول دیکھ کر جماعت کا شبہ نہ ہو اور اس کی وجہ وہ حدیث ہے جو ہم نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے۔
ذخیرہ میں ہے کہ یہی امام محمد سے مروی ہے اور یہی امام رضی الدین کا محیط میں مختار ہے انہوں نے نص کی ہے کہ یہ سنت ہے۔"

قارئین کرام!

ہماری گذشتہ سطور میں قرآن وحدیث کی روشنی میں خوب واضح ہو گیا کہ نماز جنازہ سے پہلے یا بعد (صفیں توڑ کر) یا قبر پہ دعا کرنا بلکہ میت کے لئے ہر وقت دعا کرنا خود کرنے والے کے لئے اور میت کے لئے باعث اجر و ثواب ہے۔ دعا بنفسہٖ ایک اچھا فعل ہے اس فعل شرعی سے منع کرنے کے لئے دلیل کی ضرورت ہے قرآن پاک میں ایسا کہیں نہیں کہ نماز جنازہ کے بعد دعا منع ہے بلکہ قرآن میں ہر وقت دعا کرنے کا امر ہے اور ہر وقت میں بعد نماز جنازہ کا وقت بھی داخل ہے۔ اور نہ ہی احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کہیں ذکر ہے کہ نماز جنازہ کے بعد دعا ممنوع ہے بلکہ مطلق احادیث سے اور خود فعل و قول نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو چکا ہے کہ بعد نماز جنازہ دعا مستحب ہے۔

مانعین دعا عوام الناس کو دھوکہ میں ڈالنے کے لئے فقہائے کرام کے اقوال کو بے خوفِ خدا استعمال کرتے ہیں حالانکہ ان اقوال سے اہلسنت والجماعت کا مدعیٰ ثابت ہوتا ہے اور مانعین کے دعویٰ کا بطلان ثابت ہوتا ہے۔

خلاصۃ الفتاویٰ میں ہے:

وَلَا یَقُوْمُ بِالدُّعَاءِ بَعْدَ صَلٰوۃِ الْجَنَازَۃِ [1]

"یعنی نماز جنازہ کے بعد (حالتِ قیام میں) دعا نہ کرو۔"

---

[1] طاہر بن احمد خلاصۃ الفتاویٰ صفحہ ۲۲۵

اسی طرح دیگر فقہ حنفیہ کی کتب میں ہے۔

فوائد :۔

۱۔ اگر ان اقوال سے یہ مراد ہو کہ نماز جنازہ کے متصل دعا مانگنا ناجائز ہے تو یہ خود منکرین کے لئے نقصان دہ ہے کیونکہ اہلسنت وجماعت جنازہ کے متصل دعا نہیں مانگتے بلکہ صفیں توڑ کر دعا مانگتے ہیں۔

۲۔ اور اگر یہ معنیٰ ہو کہ جنازہ کے علاوہ کسی وقت بھی دعا مانگنا جائز نہیں تو قرآن و احادیثِ متواترہ اور اجماع امت کے خلاف ہے جیسے اس سے قبل تفصیلاً ذکر ہوا۔

۳۔ اور اگر ان دونوں معنوں کے علاوہ کوئی معنیٰ ہو تو وہ مجمل ہے اس کی تفصیل اور تعیین کون کرے گا۔ لہذا فقہائے کرام کے اقوال کے دو ہی معانی ہوں گے۔

(۱) ایک یہ کہ نماز جنازہ کے بعد بالکل دعا ممنوع ہے تو یہ مانعین کے خلاف ہے کیونکہ منکرینِ دعا بھی دفن کے وقت اور زیارتِ قبور کے وقت دعا کو جائز کہتے ہیں یہ معنیٰ بالکل خلافِ شریعت ہے۔

(۲) دوسرا معنیٰ اقوال فقہاء کا یہ ہے کہ نماز جنازہ کے بعد کھڑے ہو کر دعا ہو تو یہ مکروہ ہے لیکن اہلسنت صفیں توڑ کر دعا کرتے ہیں اسی طرح دعا کرنا جائز نہ بلکہ مستحب ہے۔

اسی صورت کی تائید قاعدہ احناف سے ہوتی ہے :۔

قاعدہ :۔

اَلتَّنْصِیْصُ عَلَی الشَّیْءِ بِاِسْمِهِ الْعَلَمِ عِنْدَنَا لَا یَدُلُّ عَلَی النَّفْیِ عَمَّا عَدَاهُ [1]

---

[1] ملا جیون نور الانوار صفحہ ۱۵۳

"کسی چیز پر اس کے نام کے ساتھ نص ہو جائے تو ہمارے احناف کے نزدیک اس نص سے اس کے علاوہ صورتوں کی نفی نہیں ہوتی"

اب اگر انصاف کی نظر سے دیکھا جائے تو نفی حالت قیام (کھڑے ہونے) کی ہو رہی ہے نہ بیٹھ کر یا متفرق ہو کر دعا مانگنے کی۔

لہٰذا اقوال فقہاء کا مطلب قاعدہ حنفیہ کی رُو سے یہ ہوا کہ بعد نمازِ جنازہ صف بستہ کھڑے ہو کر دعا کرنا مکروہ ہے۔ حالتِ قیام میں کراہت کی وجہ شبہ زیادتی ہے۔ جس طرح ملا علی قاری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:۔

لَا یَدْعُوْا لِلْمَیِّتِ بَعْدَ الصَّلٰوۃِ لِاَنَّہٗ یَشْبَہُ الزِّیَادَۃَ فِیْ صَلٰوۃِ الْجَنَازَۃِ [1]

"میت کے لئے نماز جنازہ کے بعد دعا نہ کرو۔ کیونکہ یہ دعا نماز جنازہ میں زیادتی کا شبہ ہے"

ہر ذی عقل اور انصاف پسند اسی عبارت سے یہی اخذ کرے گا کہ کھڑے ہو کر دعا کرنا مکروہ ہے کیونکہ شبہ زیادتی کھڑے ہونے کی صورت میں ہو سکتا ہے نہ کہ متفرق ہو کر یا بیٹھ کر۔

ایک شبہ کا ازالہ

بعض لوگ اذان کے بعد بلند آواز سے درود شریف پڑھنے کو منع کرنے کے لئے ملا علی قاری کی یہ عبارت پیش کرتے ہیں جو ان کو سود مند نہیں ہے:۔

فَمَا یَفْعَلُہُ الْمُؤَذِّنُوْنَ الْاٰنَ عَقْبَ الْاَذَانِ مِنَ الْاِعْلَانِ

---

[1] ملا علی قاری — مرقاۃ شرح مشکوٰۃ — جلد ۴ — صفحہ ۴۲

بِالصَّلٰوۃِ وَالسَّلَامِ مِرَارًا اَصْلُہٗ سُنَّۃٌ وَالْکَیْفِیَّۃُ بِدْعَۃٌ لِاَنَّ رَفْعَ الصَّوْتِ فِی الْمَسْجِدِ وَلَوْ بِالذِّکْرِ فِیْہِ کَرَاھَۃٌ سِیَّمَا فِی الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ لِتَشْوِیْشِہٖ عَلَی الطَّائِفِیْنَ ؎

"آج کل جو مؤذنین اذان کے بعد صلوٰۃ وسلام کے ساتھ بار بار اعلان کرتے ہیں اس کی اصل سنت ہے اور کیفیت بدعت ہے کیونکہ مسجد میں اگرچہ ذکر کے ساتھ ہر بلند آواز مکروہ ہے بالخصوص مسجد حرام میں کیونکہ رفع صوت سے طواف کرنے والوں نمازیوں اور اعتکاف والوں کے خضوع میں فرق آئے گا۔"

یہ عبارت مانعین درود شریف کے لئے فائدہ مند نہیں ہے بلکہ اس سے ہمارا مؤقف ثابت ہوتا ہے کیونکہ کراہت کی وجہ ملا علی قاری نمازیوں کی نماز میں خلل کو بیان فرما رہے ہیں اور مروجہ درود شریف پڑھنے کے وقت مسجد میں نہ ہی کوئی نمازی ہوتا ہے اور اگر ہو بھی تو نماز نہیں ادا کرتا۔ نیز ملا علی قاری جس صلوٰۃ وسلام کے متعلق فرما رہے ہیں اس سے وہ صلوٰۃ وسلام مراد ہے جو بطور تثویب یعنی اذان کے کچھ وقفہ کے بعد نمازیوں کی اطلاع کے لئے پڑھا جاتا ہے اور اگر بطور تثویب بھی ہو تب بھی راجح قول یہی ہے کہ تثویب مستحب ہے لیکن ہمارے ہاں بطور تثویب نہیں پڑھا جاتا بلکہ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق بطور حصول ثواب پڑھا جاتا ہے۔

★

؎ ملا علی قاری مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۲ صفحہ ۱۶۱

بلغ العلى بكماله
كشف الدجى بجماله
حسنت جميع خصاله
صلوا عليه وآله